THE YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN

VERBATIM REPORT

Wednesday, May 06, 2008
SESSION FOUR

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Qura'an
2. Calling Attention Notices
3. Resolutions
4. Motion

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Islamabad at 11:35 A.M. in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazai) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعوذُباالله مِنَ الشّيطٰن الرجِّيم
بسم ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۙ‏. الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُۙ‏. الَّذِىۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِىۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ. ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَيۡنِ يَنۡقَلِبۡ اِلَيۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيۡرٌ‏.

ترجمہ: وہ ذات با برکت ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائیں کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے تو رحمان کی اس صنعت میں کوئی خلل نہ دیکھے گا تو پھر نگاہ دوڑا کیا تجھے کوئی شگاف دکھائی دیتا ہے۔ پھر دوبارہ نگاہ کر تیری طرف نگاہ ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہوئی ہو گی۔
سورۃ الملک (آیات 1 تا 4)

Mr. Speaker: Item No. 1, Calling Attention Notice of Mr. Muhammad Essam Rehmani and Mr. Mohsin Saeed.

Mr. Mohsin Saeed: Mr. Speaker! Calling Attention Notice of Mr. Muhammad Essam Rehmani (YP51-Sindh03) and Mr. Mohsin Saeed (YP29-Punjab10) invite the attention of the Honourable Youth Prime Minister to the deduction of the funds to the Strategic Planning Division up to 35%. This Division deals with the nuclear weapons of Pakistan.

جناب سپیکر! میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے صدر زرداری صاحب نے کہا تھا کہ ہم nuclear weapons کو پہلے استعمال نہیں کریں گے۔ جناب والا! ابھی خفیہ منصوبوں میں up to 35% deduction ہوئی ہے اور جو اعلانیہ منصوبہ جات ہیں ان میں up to 15% deduction in funds ہوئی ہے، یہ صورتحال انتہائی مایوس کن ہے کیونکہ اس سے کچھ ادارے براہ راست متاثر ہوئے ہیں۔ ان میں PAEC Kahuta, Khan Research Laboratories, SUPARCO and NESCOM متاثر ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ چاروں ادارے انتہائی strategic اہمیت کے حامل ہیں اور ان کا کام جوہری آلات اور انہیں لے کر جانے والے نظام سے متعلق ہے۔ ان میں KRL material production کرتا ہے، اس میں uranium کی افزدگی بھی شامل ہے۔ جبکہ NESCOM weapons کی delivery system سے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے اہم اداروں کے فنڈز میں کٹوتی انتہائی غیرذمہ دارانہ اور غیر منطقی کا م ہے۔ اس بارے میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز کم ہیں۔ اس سے ایک اثر یہ بھی ہوا ہے کہ جو محب وطن سیاستدان ہیں وہ کافی پریشان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ خفیہ roll back کے مترادف ہے۔ اگر آپ لوگوں کے پاس فنڈز کم ہیں تو جو آپ کے اللے تللے ہیں ان کو ختم کریں اور Strategic Division کے فنڈز کو مت روکیں۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Mr. Rehmani Sahib would you like to add something.

جناب محمد اعصام رحمانی (قائد حزب اختلاف): جناب ولا! میں کچھ چیزیں اس میں شامل کروں گا کہ جب ہم لوگ دیکھتے ہیں کہ ایک تو continuation of no first use policy کی بتائی جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ youth کے حوالے سے میں بتاؤں گا کہ یہ کام کرنے سے آپکی youth بہت زیادہ de-motivate ہوتی ہے، کیونکہ جب آپ اپنے پڑوسی ملک میں دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس mentorsبنائے جاتے ہیں، ان کے سائنسدانوں کو وہاں پر صدر بنایا جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے سائنسدانوں کے ساتھ اس طرح کیا جاتا ہے تو جو آپ کی youth وہ یہ سوچتی ہے کہ سائنسدان بننے میں کوئی importance نہیں ہے۔ یہ چیز آپ کی existence کو directly effect کر رہی ہے کیونکہ اب ہماری existence ایک ایٹمی ملک کی وجہ سے بھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی نوجوان

نسل کو بہت زیادہ de-motivate کر رہے ہیں، and we need to motive this youth اتنا پیسہ آپ لے کر آ رہے ہیں ہم لوگ as representing the youth آپ سے کہتے ہیں کہ 35% that has been deducted should not be there, بلکہ اس کو واپس لے لینا چاہیے اور ان کی مزید funding کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: I have some requests from the Blue Party Members, Mr. Mustafa Mumtaz would you like to add something.

Mr. Mustafa Mumtaz: Thank you Sir, I would like to make some technical clarifications on this Calling Attention Notice. Actually the Strategic Plans Division is a part of the National Command Authority. The budget cut has been on the nuclear set up not the SPD. The SPD deals only with the planning of our nuclear assets and other things. Basically, this cut has affected the research and development procurement hiring and development of the nuclear assets. As a member of the Blue Party I also believe that this cut should not be there and all the funds should be released for the nuclear assets. Thank you.

Mr. Speaker: Mr. Zameer Malik.

جناب ضمیر ملک: بہت شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! جو Strategic Planning Division ہے according to best of my knowledge اس کی command army کے پاس ہے اور SPD کو ایک Major General command کرتے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ اس حکومت کے آنے کے بعد total defence budget تاریخ میں پہلی دفعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے defence budget and Strategic Planning Division میں جو بے قائدگیاں ہوتی رہی ہیں تو میرے خیال میں اگر کم کیا گیا ہے تو اس وقت پوری دنیا میں economy میں جو بحران آیا ہوا ہے اس کو بھی دیکھنا ہو گا۔ یہاں پر میرے ایک بھائی نے بات کی کہ محب وطن سیاستدان اس پر بہت ناراض ہیں یا بہت پریشان ہیں تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ کا کرم ہے کہ یہاں پر عوام بھی محب وطن ہیں صرف سیاستدان نہیں ہیں۔ پاکستان کی سولہ کروڑ عوام محب وطن ہیں تو برائے مہربانی کسی فرد کے لیے یہ بات نہ کی جائے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Speaker: Let me recognize the presence of Mohtarma Tahmina Dasti Sahiba, she was earlier on our advisor panel and now she is consented again, being with us. Thank you.

(Desk thumbing)

Mr. Speaker: Mr. Hamid Khan Sahib.

جناب حامد خان: شکریہ جناب والا! یہاں پر SPD کے بجٹ کی reduction بات ہو رہی، اس کو آپ اس تناظر میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ایک تو financial meltdown ہے اور دوسرا پاکستان کی اس وقت تعلیم کی جو صورتحا ل ہے اگر اس بجٹ کو کم کیا جاتا ہے تو اس کو ہم کسی اور جگہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کو ہم تعلیم کے لیے استعما ل کر سکتے ہیں۔ اپوزیشن لیڈر نے بات کی کہ پڑوسی ملک میں سائنسدانوں کو ہیرو بنایا جاتا ہے جبکہ یہاں پر وہ ایک educationist بھی ہیں، وہ تعلیم بھی دے رہے ہیں۔ اگر یہاں پر ہم اسی طرح یہ نہیں کریں گے تو ہم اس کو radical کر رہے ہیں۔ SPD کے بجٹ میں جو reduction آئی ہے اس سے اس کے motto میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جس طرح financial up gradation ہو گی اسی طرح ہم پھر کوشش کریں گے کہ اس کو واپس جگہ پر لے آئیں۔ یہ temporary ہے permanent نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: شکریہ جناب سپیکر! مجھے اپوزیشن کی طرف سے اس طرح کا Calling Attention Noticeلانے پر بہت افسوس ہوا ۔ ہمارے ملک میں غربت انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ ہمارے ملک میں غریب کو روٹی نہیں مل رہی ہے اور ہم کہہ رہے ہیں کہ اس بجٹ کو کم نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! ہم نے balance of terror, balance of power create کیا ہے، ہم اس balance of terrorپر انڈیا کو compete کر سکتے ہیں۔ ہمارے nuclear assets دشمنوں کے خلاف ہیں۔ آج ہمارا کوئی دشمن یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ ہمارے خلاف کوئی action لے۔ ہم 1965ء یا 1971ء جیسے حالات میں نہیں ہیں۔ اب ہم اس سٹیج پر ہیں جہاں پر ہم نے balance of terror, balance of power کو maintain رکھا ہوا ہے۔ جتنے بھی resources اس field پر خرچ ہورہے ہیں، defence پر خرچ ہو رہے ہیں ان کو social sector پر خرچ کرنا چاہیے۔ ہمارے پاس صحت کی سہولتیں بہت کم ہیں ، literacy rate بہت کم ہے،ہمارا education standard کیا ہے؟ ہمارے social sector میں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں سے ان funds کو divert کر کے دوسرے شعبوں میں لگایا جائے۔ اگر ہمارے پاس nuclear weapons آگئے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ developed country بن گئے ہیں۔ آپ کا کوئی education standardہونا چاہیے، آپ کو industries چاہییں۔ میں اس act کو appreciate کرتا ہوں اور یہ بھی suggest کرتا ہوں کہ defence کا جتنا بھی بجٹ ہے صرف nuclear ہی نہیں بلکہ اس سے متعلقہ دوسرے شعبوں میں بھی کم کیا جائے کیونکہ ہمارے دوسرے شعبوں میں حالت بہت خراب ہے۔ غریب کو روٹی نہیں مل رہی ہے۔اب ہم اس سٹیج پر ہیں کہ جہاں پر ہمارے پاس nuclear weapons ہیں، اس پر مزید فنڈز خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے balance of terror create کیا ہے اور اس کو maintain کر رہے ہیں۔ اسے مزید آگے لے جانے کے لیے ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب امیر اعجاز : جناب والا! میرا Point of Order ہے۔

جناب سپیکر: جی جناب بولیں۔

جناب امیر اعجاز: اگر ہم اپنے دفاعی بجٹ کو کم کرتے ہیں یا ہمارے پاس nuclear weapons نہ ہوتے تو کیا ممبئ حملوں کے بعد آپ انڈیا کا مقابلہ کر سکتے تھے؟

جناب احمد نور: جناب والا! .Point of clarification

جناب سپیکر: جی بولیں۔

جناب احمد نور: جناب والا! 1999ء کے بعد سے انڈیا دھمکیاں تو دے رہا ہے لیکن کوئی action نہیں لے سکتا ، کبھی بھی action نہیں لے گا، یہ ہمارے nuclear weapons ہی ہیں جنہوں نے انڈیا کو 1999ء کے بعد جنگ سے روکا ہوا ہے۔ کارگل پر جو کچھ ہوا اس کے باوجود اس نے کچھ نہیں کیا تو اس کی وجہ ہمارے nuclear weaponsہیں۔ میں اس کو appreciate کرتا ہوں کہ ہم نے nuclear weapons حاصل کیے ہیں، میں ان کو بیچنے کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ ہم اس سٹیج پر ہیں کہ ہمارے پاس assets موجود ہیں، اب مزید اس پر خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انڈیا ہم پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا ہے۔ ہمیں دوسرے social sectors کو بھی develop کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب وزیراعظم صاحب۔

جناب احمد علی بابر(وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): بہت شکریہ جناب سپیکر! یہاں پر بہت حد تک party policy line واضح ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ چیزوں کو واضح کروں بات بتانا چاہوں گا کہ اگر nuclear weapons ہی کسی ملک کی سلامتی کی ضمانت ہوتے تو Russia آج بھی USSR ہوتا وہ Russia نہ ہوتا۔ جناب والا! ایک بات سمجھنا ضروری ہے کہ پاکستان bankrupt ہونے جا رہا تھا اگر پاکستان bankrupt ہو جاتا تو تب بھی پاکستان کے nuclear weapons کو کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر ان پر قبضہ کر لیا جاتا۔ پاکستان کی سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ bankrupt ہونے سے بچایا جائے۔ Nuclear weapons کے ساتھ ہم لوگوں نے acquire کرنا ہے، اب ان پر مزید خرچ کرنے کی بجائے پاکستان کے کروڑوں عوام جو غربت کی سطح سے نیچے

زندگی بسر کر رہے ہیں آپ اگر ان کے اندر پاکستانیت کا شعور اجاگر کرنا ہے تو انہیں پاکستان کو creed کرنا پڑے گا۔ State نے اپنی عوام کو احساس دلانا ہو گا کہ وہ نہ صرف ان کو protect from external threats کرسکتی ہے بلکہ internal threats جو کہ بے روزگاری، تعلیم کا مسئلہ، انصاف کا مسئلہ ، ان کا بھی حکومت کو احساس ہے اور ان پر بھی حکومت عوام کے ساتھ ہے۔ یہ احساس تب تک دلایا نہیں جا سکتا جب تک ان اداروں کو جو انصاف، تعلیم اور روزگار فراہم کرتے ہیں وہاں پر فنڈز منتقل نہ کیے جائیں۔ پاکستان اس وقت بہت شدید financial crunch سے گزر رہا ہے، جیسے ہی ہمارے پاس financial حالات بہتر ہوں گے، ہم دوبارہ Strategic Planning Divisionکو فنڈز فراہم کریں گے لیکن ان drastic حالات میں یہ cut لگانا بہت ضروری تھا۔ انہوں نے ایک point raise کیا ہے اور ہم نے اس point کو consider کیا ہے اور definitely اس پر مزید بات کریں گے لیکن اس وقت اس پر cut لگانا ضروری تھا۔ ہم نے یہ point note کر لیا ہے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Thank you. Now Item No. 3, Resolution moved by Mr. Allah Ditta Sahib, please move your Resolution.

Mr. Allah Ditta Tahir: Thank you Mr. Speaker! I move the following Resolution:

> "This House may discuss the unethical arrest of Pakistani students in the U.K. The Government of Pakistan should take steps and device measures to assure the security and tension free environment for the students studying or doing research in U.K. and other foreign countries".

جناب والا! بات یہ ہے کہ 08 April, 2009کو دنیا کی developed nations میں سے ایک نے ہمارے ملک کے طالبعلموں کے ساتھ جو بھیانک رویہ اختیار کیا جس میں پندرہ پاکستانی طالبعلموں کو حراست میں لیا گیا، جن میں سے ایک کو traffic centre, three or four students کو Liverpool University سے اور باقیوں کو Metropolitan and Manchester University سے حراست کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ they are suspected to be terrorists.

جناب سپیکر! وہاں پر cream of Pakistan موجود ہے۔ ایک ملک کے طالبعلموں کو terrorists کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جو لوگ وہاں پر نوکری وغیرہ کے لیے جاتے ہیں ان کا مستقبل ہما ری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب برطانیہ کا ویزہ لگتا ہے تو اس وقت وہ اتنی زیادہ investigations کرتے ہیں۔ جن پندرہ لوگوں کو حراست میں لیا گیا ہے تو کیا ان کی proper investigation نہیں کی گئی تھی؟ یا وہاں پر وہ کیسے چلے گئے تھے؟ اس کے علاوہ ہماری پاکستانی حکومت کی جو بے حسی ہے اس پر ہمیں بہت افسوس ہے کہ اس سے ہماری sovereignty پر بھی اثر پڑا ہے۔ حکومت پاکستان نے اس پر کوئی action نہیں لیا، ہم نے صرف اخباروں میں یہ پڑھا کہ صدر پاکستان اور وزیراعظم نے برطانوی ایلچی کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کر دیا لیکن دوسرے دن کیا ہوا کہ اسی ایلچی کے ساتھ ملاقات کی تصویریں اخبارات کی زینت بنی ہوئیں تھیں۔ What is this? We condemn this کہ جب ایک ملک کی cream کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو رہا ہے تو باقی کیا بچتا ہے۔ ہماری sovereigntyکا مستقبل کیا ہو گا؟ ایک طالبعلم جاتا ہے اس کو وہاں پر اسی چیز کی فکر رہتی ہے کہ میں پکڑا جاؤں گا، میں terrorist ہوں، صرف اور صرف ان کو پاکستانی ہونے کی سزا دی گئی ہے۔ After investigation جب ان کو چھوڑ دیا گیا تو اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پچاس مزید طالبعلم illegal ہیں، and that 50 students they will not be able to proper do their research work or their studies. جناب والا! ہم اس کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے التجا کرتے ہیں کہ اس کے لیے measures devise ہوں اور ان کو proper security دی جائے، یا تو ان کو بھیجا ہی نہ جائے اگر بھیجا جائے تو وہاں پر ان کو proper security and tension free atmosphere مہیا کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب وقارنیئر: جناب سپیکر! Point of information, میں اللہ دتہ طاہر صاحب کو یہ recommend کروں گا کہ device measures کی بجائے devise measures کر دیں تو میرے خیال سے Resolution کی افادیت میں کافی اضافہ ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر میں یہ suggestکر دیں۔

جناب احمد علی بابر (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ ہم debate کو آگے بڑھائیں، میں ایک announcement کرنا چاہوں گا کہ اس وقت three Ministers of Youth Parliament موجود نہیں ہیں، جناب بلال صاحب Acting Minister for Economic Affairs & Finance ہوں گے، جناب حامد خان صاحب Acting Minister for Defence & Foreign Affairs, جبکہ جناب عشمان صاحب Acting Minister for Information ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب احمد جاوید صاحب۔

جناب احمد جاوید: شکریہ جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے یہ ایک بہت positive Resolution آئی ہے۔ میں اس میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا، جن کے بارے میں میرا خیال ہے کہ حکومت کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ایک تو immediate damage control steps ہیں اور ایک long term strategy of the Pakistani Government to ensureکہ اس طرح کے واقعات دوبارہ نہ ہوں۔ جہاں تک immediate stepsکی بات ہے تو ہم نے دیکھا ہے کہ حکومت کی طرف سے ابھی تک صرف verbal protests ہوئی ہیں، کوئی concrete action نہیں لیا گیا۔ اس میں I think the first action that should have been taken a chance that has been missed کہ جب U.K. Premier visited Pakistan there should have been a diplomatic snub of proportions that was appropriate as a result of fall out of this action that the U.K. government took. That one way would have been that the President of Pakistan refused to meet the Prime Minister of U.K. and only the Prime Minister of Pakistan meet the P.M. of the U.K. while he was here. That would have shown that the Pakistani Government is serious in tackling this issue. Ones that seriousness would have been established, I think the next step that this Government must take immediately جو issue in hand ہے وہ ان طالبعلموں کی deportation کا ہے۔ ان طالبعلموں کی deportation کے معاملے کو take up کیا جا رہا ہے and I think the Government should ensure کہ اس چیز کو at the highest diplomatic level پر take up کیا جائے اور ان طالبعلموں کو they should be allowed to complete their studies. For a more long term perspective I think U.K. Governmentکے ساتھ we should negotiate to have an agreement whereby any such action if it takes place in the future, if there are any arrests of Pakistani students on suspicion there must be immediate Consular access to those students and all interrogation must be place in the presence of Pakistan's Embassy Staff or representative of the Pakistani Embassy. تاکہ at least ہمیں ان interrogations کی تفصیلات پتا ہوں اور baseless allegations نہ لگائی جا سکیں۔ جس طرح کہ برطانوی وزیراعظم کے level تک یہ الزامات لگائے گئے تھے کہ ان Pakistani students کے بارے میں we have concrete evidence against them and two weeks later they were released. So, in order to avoid that I think that must be done. ایک اور چیز جو ہمیں سمجھنے چاہیے کہ western societyکے اندر اس وقت ایک fear against terrorism and ammunition of terrorism from Pakistan develop ہو چکا ہے تو اس چیز کو counterکرنے کے لیے I think the Pakistani Diplomatic Missions must be made more efficient, effective in terms through cultural exchanges, through dialogue with western society, so that we can bring down that level of fear تاکہ جو the reaction of fear ان کو controlکیا جا سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، محترمہ ماریہ اسحاق صاحبہ۔

Miss Maria Ishaq: Thank you Mr. Speaker! The Resolution that is proposed is a very significant Resolution for students, but the Resolution says "the unethical arrest of Pakistani Students". It is the right of every country to defend its boundaries, to defend its sovereignty and on the basis of suspicion these students were arrested. It was justified on that part, however I would like to say that there have been grounds that were provided for this secession not only the Pakistani society but the Islamic society as a whole has been stigmatized with the name itself
ایک زمانہ تھا جب 9/11 ہوا، امریکہ میں پاکستانی طالبعلموں were harassed, they were marred, they were beaten by students just on the basis of having Muslim names. جب ہم grounds or measures کی بات کرتے ہیں، dialogueبہت زیادہ ضروری ہیں ۔ ہمارے پاس ایک بہت اچھا موقع تھا جیسا کہ ابھی کہا گیا کہ جب برطانوی وزیراعظم وہ یہاں پر آئے تھے لیکن اگر صدر پاکستان صاحب ان کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیتے تو Queen of England تو ان سے ملنے سے رہیں، جو بات تھی اس کو approach کرنا چاہیے تھا۔ ایک initiative لینا چاہیے تھا۔

دوسری بات یہ کہ جب ہم بات کرتے ہیں کہ Government measures devise کرے، جب ہماری اپنی Embassies ہی ان طالبعلموں کو protection provide کرنے میں invalid ثابت ہوئی ہیں۔ جب کوئی بندہ اپنی ایمبیسی میں جاتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اگر اس کو کوئی trouble ہے یا اس کو کوئی problem ہے تو Embassy اس کا حل نکالے۔ یہاں پر تو ان طالبعلموں کو ہی بھیج دیا گیا اور ان کا potential for life time mar کر دیا گیا اور ان کے اندر fear insert کیا گیا جس سے ان کی potential ضائع ہوئی۔ جب ہم security and tension free environment کی بات کرتے ہیں تو اپنے طالبعلموں کو کسی دوسرے ملک میں اس nature کی provide نہیں کر سکتے۔ ہر ملک کی اپنی jurisdiction ہوتی ہے جس کو obey کرنا پڑتا ہے۔ برطانیہ، امریکہ اور ایسے جتنے بھی ممالک ہیں، پاکستان ان کی امداد پر بہت زیادہ rely کر رہا ہے۔ یہ ایک ایسا factor ہے جس کو ہم کسی بھی صورت ignore نہیں کر سکتے ہیں۔ The Government should indeed stand up for its people, اتنے مہینے ہو گئے ہیں ڈاکٹر عافیہ کا مسئلہ بھی ابھی تک pending پڑا ہوا ہے۔ In the end I would just like to conclude with the point that, yes this government should take measures but what are the measures اور یہ measuresہیں یہ صرف اور صرف stereotype کو ختم کر کے اور cultural harmony promote کر کے ہی آ سکتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب نیاز محمد صاحب۔

جناب نیاز محمد: شکریہ جناب سپیکر! ماریہ صاحبہ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ پاکستانی شہریوں کی گرفتاری کا حق تو کسی کو دے رہی ہیں لیکن ایک برطانوی شہری جس کو یہاں پر سزائے موت سنائی گئی تھی، اس کی سزا ہم نے معاف کر کے اس کو واپس بھیج دیا تھا تو آپ اس کے متعلق کیا کہتی ہیں؟

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب نیاز محمد: ہماری حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے ہمارا خارجی مورال اتنا گر چکا ہے I am sorry to say کہ اگر مغرب میں کوئی کتا بھی مر جائے تو investigation کی جاتی ہے کہ اس میں کوئی پاکستانی تو ملوث نہیں ہے۔ جب تک ہم طالبان کو تھپکی دیتے رہیں گے، جب تک ہماری پالیسیاں اسی طرح جاری رہیں گی تب تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب راحیل نیازی صاحب۔

جناب راحیل نیازی: شکریہ جناب سپیکر! میری ایک معزز ممبر نے ابھی بات کی کہ ہر ملک کا یہ حق ہے کہ اگر انہیں کسی پر suspicion ہو تو وہ اسے حراست میں لے سکتے ہیں۔ یہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں، ہمارا بھی

یہی point of view ہے لیکن آپ دیکھیں کہ کیا ہوا؟ انہیں حراست میں لیا گیا، کن basis پر حراست میں لیا گیا کہ ایسٹر کے موقع پر Manchester کی ایک مارکیٹ پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ ان کے خلاف کوئی بھی الزامات ثابت نہیں ہوئے ۔ اب انہیں deport کیوں کر رہے ہو، اگر ان کے خلاف charges ثابت نہیں ہوئے تو it means they are clean, let them continue their studies. یہ تو clearly biased ہے۔ اس میں اگر دوسری چیز دیکھی جائے تو especially in U.K. وہاں پر ایسی بہت ساری universities ہیں جو صرف کاغذوں میں قائم ہیں۔ وہ لوگ یہاں سے طالبعلموں کے داخلے کرتے ہیں جن کا کام صرف اور صرف پیسے کمانا ہوتا ہے۔ برطانوی حکومت کا بھی یہ کام ہے کہ وہ اس چیز کو دیکھے۔ ان کی bias یہاں سے بھی نظر آ رہی ہے کہ انہوں نے سیدھا انکار کر دیا تھا کہ ہم اس investigation کی تفصیلات کو پاکستان سے بالکل بھی share نہیں کریں گے۔ میرے خیال میں اس کا سیدھا یہی حل ہے کہ ہمیں ایک clear stance لینا چاہیے کہ اگر وہ ہمارے خلاف یا ہمارے طالعلموں کے ساتھ اس طرح treat کر رہے ہیں تو ہم اس کو اس طرح نہیں جانے دیں گے اور ہمیں اپنا یہ پیغام highest level تک پہنچانا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب تیمور سکندر چوہدری صاحب۔

جناب تیمور سکندر چوہدری : شکریہ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ I don't think that there is much words for me to say, the Honourable Members of the Youth Parliament have already elaborated the topic, but I would like to bring through the Parliament is کہ جب Mr. Gorden Brown آئے اور ہمارے premier کے ساتھ جب ان کی پریس کانفرنس ہوئی تو our premier did not have guts enough to even ask him, even put the question forward so, why he is there for? he is there for advocating for the rights of the Pakistanis اگر وہ ان سے question بھی نہیں پوچھ سکتے تو what they used then اور جب ایک صحافی نے سوال کیا تو Mr. Gorden Brown نے گول مول سا جواب دے دیا۔ So, our premier can do is just smile like what is that suppose to me کہ ہمارے پاکستانیوں کے rights are being shattered and all he is doing is smile. Please I would like to say through this forum that the Premier at least should have positive and a strong stance regarding the rights of the Pakistanis and this is not a very sort of subtle situation. This is a very strong point and this should be focused upon. Thank you very much.

جناب سپیکر: سید وقاص علی صاحب۔

جناب سید وقاص علی: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

یہی واقعہ اگر اسرائیل یا امریکہ کے کسی طالبعلم کے ساتھ ہوتا تو یقیناً ان کے Foreign Ministers فوراً وہاں پر چلے جاتے، ان سے investigate کرتے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ہم وہی conditional باتوں پر اعتبار کرتے رہے، انہی کی investigationپر اعتبار کرتے رہے، آپ کے non-NATO allies ہیں۔ میں آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ خود برطانیہ کے اندر اتنی ghost universities ہیں وہ اپنے set up کو ٹھیک کیوں نہیں کرتے ؟ اس کے علاوہ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ basically it is not the problem of the students اگر وہ طالبعلم investigation کے بعد convict بھی نہیں ہوئے تو جب ان کے وزیراعظم آئے تھے ان سے آپ نے unconditional apology claim کیوں نہ کی؟ میں اس ایوان کے زریعے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج برطانوی حکومت کو اس act پر ہمارے طالبعلموں کے خلاف جو کچھ کیا گیا اس پر وہ ہم سے unconditional apology کریں۔ اس کے بعد پاکستان کو معاملات آگے بڑھانے چاہییں۔ آخر میں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ stereotyping or generalization جو ہمارے بارے میں ہوئی ہے، بات یہ ہے کہ یہ ایک certain phenomenon ہے جو بہت پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میں پاکستانی ہوں تو میں بھی مجرم ہوں اور اگر آپ پاکستانی ہیں تو آپ بھی برطانیہ کی نظروں میں مجرم ہیں۔ ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم پاکستانی ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب سفیان احمد صاحب۔

جناب سفیان احمد: شکریہ جناب سپیکر صاحب! Firstly I would comment on the duel policy that the west adopts in the countries. ان کی دو پالیسیاں ہوتی ہیں، ایک تو اپنے شہریوں کے لیے اور دوسری immigrants اور دوسرے لوگ ہیں۔ Recently London میں ایک protests کے دوران سڑک پر ایک بندہ جا رہا تھا وہ heart attack سے فوت ہو گیا۔ جب انہوں نے investigate کیا تو video clips سے پتا لگا کہ اس کو صرف ایک پولیس والے نے push کیا تھا جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر اتنا protest ہوا، Scotland Yard نے اتنی investigation کی، We all know that British Judiciary is always free and fair for their own people لیکن جب بات outsidersکے لیے آتی ہے تو ان کے اپنے systems بھی تھوڑے سے تبدیل ہو جاتے ہیں ، اس bias کو میں condemn کروں گا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایسا پاکستانیوں کے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے؟ وہاں پر انڈیا کے لوگ بھی ہیں، بنگلہ دیشی اور بہت سے دوسرے ملکوں کے لوگ موجود ہیں لیکن پاکستانیوں کے ساتھ ہی کیوں ایسا سلوک ہوتا ہے؟ میں یہ کہوں گا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ آپ کے ملک کی کیا integrity ہے؟ حکومت کی کیا integrity ہے؟ امریکہ کے ڈرون طیارے آپ کے اپنے شہروں میں طالبعلموں اور شہریوں کو مار دیتے ہیں اور آپ کچھ نہیں کر سکتے تو برطانیہ میں کیا security provide کریں گے ۔ اپنے ملک میں تو آپ security provide نہیں کر سکتے ہیں، آپ کی یہ territorial integrity ہے۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ حکومت سے یہ کہنا کہ government should that and should do this. Your President's whole property and whole assets lies in the west, وہ کیا protest کرے گا۔ آ پ کیسے expect کرتے ہیں کہ وہ protest کرے گا۔ This would really childish. I think the people of Pakistan and the people of Pakistan living in the U.K. which is a strong community of about a million people, they should stand up and they should register protest against this, either led the students remain there and let them study یا پھر ہمیں اپنی long term policy بنانی چاہیے کہ جو billions of dollars آپ برطانوی universities میں ضائع کرتے ہیں، آپ اچھی universities یہاں پر کیوں نہیں بنا سکتے ہیں؟ Why all the cream of your country is going to London and America for study. آپ کے طالبعلم یہاں پر کیوں نہیں تعلیم حاصل کرتے؟ ان چیزوں پر حکومت کو ضرور غور کرنا چاہیے کہ ہم یہاں پر ایسے institutions بنائیں کہ ہمارے نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے لیے باہر نہ جائیں۔ جو لوگ جاتے ہیں وہاں پر ہماری ایمبیسی ان لوگوں کوprotect کرے اور انہیں support کرے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب احمد نور: جناب سپیکر! .Point of Order

جناب سپیکر: جی احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: جناب والا! ایک فاضل ممبر نے لفظ استعمال کیا کہ اگر میں پاکستانی ہوں اور اگر یہ پارلیمنٹ پاکستانی ہے تو اس طرح انہوں نے ہمارے پاکستانی ہونے پر شک کا اظہار کیا، میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم پاکستانی ہیں اور میں تو especially پاکستانی ہوں۔ اگر کا لفظ جو انہوں نے statement میں استعمال کیا وہ اس کو واپس لیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: نہیں ہم پاکستانی ہیں۔ ہم اگر کے ساتھ بھی پاکستانی ہیں۔ جناب مصفظےٰ ممتاز صاحب۔

جناب شیخ مصطفےٰ ممتاز : جناب والا! میں اس میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سارا episode ہوا ، کیونکہ یہ ہو گیا ہےلیکن اس کے بعد ہمارا جو diplomatic level پر failure ہوا ہے، ہونا یہ چاہیے تھا کہ Foreign Office British High Commissioner کو summon کرتا اور ان سے explanation لیتا کہ why this has been done کیونکہ after this students have been proofed innocent then there is no reason for deporting them اور ان کے خلاف جتنے بھی الزامات ہیں ان کو ختم کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہمارے President and Prime Minister کو بھی اس پر strong action لینا چاہیے کیونکہ unless until our voices heard there مستقبل میں ایسی چیزیں ہوتی رہیں گی۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: جناب عمیر فرخ صاحب۔

جناب عمیر فرخ راجہ: شکریہ جناب سپیکر! اس ایوان میں بہت important matter پیش کیا گیا ہے اور اس پر بہت healthy debate بھی ہوئی ہے۔ میں تھوڑا سا back ground پر بات کروں گا کہ جب 8th April, 2009 ان طالبعلموں کو گرفتار کیا گیا تو ان میں دس طالبعلم ایسے تھے جو یا تو پاکستانی شہریت رکھتے تھے یا ان کا origin Pakistani تھا۔ برطانوی قانون کے مطابق جب بھی آپ کسی ملزم کو حراست میں لیتے ہیں تو پولیس کو چودہ دنوں کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ چودہ دنوں تک investigation کر کے تمام ثبوت عدالت میں پیش کرے۔ اگر پولیس ٹھوس ثبوت پیش کرتی ہے تو پھر court can press charges against the accused. پاکستانی طالبعلموں کے ساتھ جس طرح کا رویہ اپنایا گیا ، اس وقت ان پر الزام لگا تھا، وہ ملزم تھے ان کا جرم ثابت نہیں ہوا تھا لیکن جس طرح ان کی گرفتاری اور جو رویہ ان کے ساتھ اپنایا گیا وہ نہایت ہی ذلت آمیز تھا، ان کی تذلیل کی گئی۔ Pakistani officials کو اس کی پرزور مذمت کرنی چاہیے تھی۔ برطانیہ میں ہمارے مندوب واجد صاحب نے verbally condemnation کی اور ایک پریس کانفرنس میں انہوں نے یہاں تک کہا کہ ہم ان طالبعلموں کی deportation پر بھی لڑیں گے۔ ان طالبعلموں کو legal support بھی فراہم کریں گے لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کے اندر کسی بھی high ups کی طرف سے کوئی ٹھوس یا سخت رویہ نہیں اپنایا گیا۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ strict words میں اس کی مذمت نہیں کی گئی۔ جب برطانوی وزیراعظم ہمارے ملک کے دورے پر آئے تھے تو انہوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ وہ چاہتے ہیں کہ اور بھی پاکستانی طالبعلم برطانیہ میں تعلیم حاصل کریں، اگر ان کی خواہش ہے کہ وہ اور پاکستانیوں کو حراست میں لے کر ان کے ساتھ اس طرح کا رویہ اپنانا چاہیں گے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حکومت کو سوچنا چاہیے کہ حکومت کا basically فرض ہو تا ہے کہ وہ اپنے تمام عوام کی حفاظت اور ان کا تحفظ یقینی بنائے لیکن اگر ہماری حکومت طالبعلموں کو اس طرح کے رویہ سے بچا نہیں سکتی تو یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ آج کے اخبار میں British High Commissioner کے کچھ remarks میں پڑھ رہا تھا جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ جن ثبوتوں کی بنا ء پر ہم نے ان کو گرفتار کیا ہے وہ ثبوت کالعدم قرار دے دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد ان وجوہات کی بناء پر ان کو deport کیا جا رہا ہے کہ آگے چل کر یہ national security کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ جو intelligence agencies ان کو یہ بتا رہی ہیں کہ مستقبل میں جا کر یہ لوگ national threat بن سکتے ہیں تو انہوں نے ہی یہ ثبوت بھی فراہم کیے تھے تو اس طرح ان ایجینسیوں کی کیا credibility رہ جاتی ہے؟ جو ثبوت پہلے فراہم کیے گئے ہیں وہ کوئی credibility نہیں رکھتے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: شکریہ، محترمہ کشمالہ خان۔

Miss Kashmala Khan: Thank you Mr. Speaker! A lot has already been said about this topic but I what believe this happening is basically a challenge to the nation on our credibility. What happened, all of us know about that, what was the role of the government after that and what did the way it affected our foreign relations and our diplomatic stance. I believe it's a question on the role of the foreign policy and our diplomatic ties. It should mentioned in the Resolution that we should take steps and devise measures to secure the security of those students studying, I would agree to Mr. Sufian what he said that we as a nation we can not even provide sufficient security to our own students studying in our universities, so, its so difficult for us to provide security to somebody studying abroad.

I would like to mention here that we recently visited Balochistan University and because of the happenings there, every ten steps there is a person from the F.C. standing there. This is what is happening in our own educational institutes. It's so difficult for us to provide an environment for our own students studying in our country so, that they feel save and secure to do a lot of research work. How can we provide security to somebody studying outside country? This should have an effect on our

further relationships with different countries. We should do is that we should at least discuss them obviously it’s a right to investigate, I would agree to that, but we should know the procedure how do they actually investigate with our students, what behaviour do they have? Because one of my family friend got arrested back in 2002 in London, I think he was alleged that he was involved into some terrorist activities and so many years still he is a psychological patient and he has panic attacks. Who is responsible for that? What should the U.K. Government do after somebody is proved innocent and such things happened to any of our student studying here? So, the best way to secure our students there is that they should have very good ties with our foreign embassies there in different countries and instead of sending our students abroad and spending so many of our resources there, we should better strengthen our own research work in our own universities in Pakistan and we should encourage students.

I visited yesterday Balochistan University of Information Technology Engineering and Management Sciences. I visited their Engineering Department and they have a lot of associations with different societies and different people abroad and they doing a lot of research work, but hardly people know they just got affiliation of IEEE recently but because of the internal situation in our country what we do is instead of promoting education in our institutions all the students they prefer to go abroad and study. So, first we will have to improve our own internal situation so, that nobody questions our credibility, nobody assumes us to be terrorists. Only then the people who are abroad will be able to protect their interest. Thank you.

Mr. Speaker: Thank you, Mr. Hamid Khan Sahib.

جناب حامد خان: شکریہ جناب والا! یہاں پر بہت اچھی باتیں ہوئی ہیں۔ اس سارے episode کے دو aspects ہیں، جن کے بارے میں ، ٕ میں بات کر نا چاہوں گا۔ ان ملزمان کا میڈیا ٹرائل کیا گیا وہ بہت ہی قابل گرفت بات ہے کیونکہ before judicial trial and before any legal trial اگر ان کا میڈیا ٹرائل کیا جاتا ہے تو یہ قابل گرفت بات ہے۔ کسی بھی developed country جہاں پر legal system اتنا develop ہو، جہاں کی judiciary free ہو وہاں پر اگر ان کے ملزمان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو اس وقت انہیں میڈیا پر نہیں لایا جاتا۔ جب proceedings ہو رہی ہوں اس دوران ان کو عدالت میں لایا جاتا ہے تو وہاں پر میڈیا کے سامنے لایا جاتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن آپ ابھی internet پر دیکھیں ان کی گرفتاری کی ویڈیو موجود ہے۔ انہوں نے اس طرح کا سلوک کسی دوسرے ملک یا اپنے شہریوں کے ساتھ روا نہیں رکھا ہو گا۔ اس حوالے سے ایک اور بات جو انتہائی اہم ہے کہ پندرہ میں سے گیارہ طالبعلم پٹھان origin سے ہیں۔ ان کا تعلق کرک، بنوں، وزیرستان اور ملحقہ علاقوں سے ہے۔ Deliberately ان علاقوں کو target کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کا دوسرا رخ دیکھیں کہ terrorism یا تباہی پھیلانے کے لیے باہر سے sources کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے 9/11 ہوا تو اس میں مصر کے لوگ اور عرب باشندے تھے۔ جبکہ یہاں پر اس طرح کا کچھ بھی نہیں تھا، ایک خاص علاقے کو target کر کے ان میں سے جو settled area کے لوگ تھے جن میں دو طالبعلم عبدالرؤف اور عابد نصیر ہیں جب Peshawar Press Club میں ان کے والدین سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ distortion of facts media میں بہت ہوئے ہیں کہ جو settled area کے طالبعلم، کرک اور منڈی بہاؤالدین پاکستان کےاس وقت سب سے educated districts میں سے ہیں۔ یہ وزیرستان سے ملحقہ علاقہ ہے۔ وہاں کے طالبعلموں کے ڈھانڈے بھی وزیرستان سے ملائے گئے ہیں کہ ان کا تعلق بھی وزیرستان سے ہے، یہ پٹھان ہیں۔ اس طرح پاکستان کا image tarnish کر نے کی گہری سازش کی گئی ہے۔ میرے معزز ممبران نے بات کی کہ حکومت پاکستان کو diplomatic level پر ایک enquiry کرنی چاہیے۔ یہ دیکھا جائے کہ ایک خاص علاقے کے لوگوں کو ہی کیوں target کیا گیا؟ ان کو حراست میں لے کر ان کا media trial before any judicial or legal trial کیا گیا۔ اس کے کیا remedies ہوں گے؟ جبکہ باقی students پر اس کے کیا اثرات ہوں گے؟ Unconditional apology ہونی چاہیے اور اس کے بعد جو طالبعلم

وہاں جاتے ہیں یہاں سے بھی ان کی proper checking ہونی چاہیے کہ جو طالبعلم وہاں پر جائے وہ in contact with Pakistani authorities and Pakistani Embassies تاکہ confidence building measures کی طرح وہ اچھے اور خوشحال شہری کی طرح زندگی گزار سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب فواد ضیاء صاحب۔

جناب فواد ضیاء: جناب والا! میرا next Resolution کے لیے نام ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے، جناب اعصام رحمانی صاحب۔

جناب اعصام رحمانی: شکریہ جناب سپیکر: اس میں سب سے پہلی بات جو ہم لوگوں کو acknowledgeکرنی چاہیے وہ یہ کہ ان طالبعلموں کو پڑھائی سے پہلے deport کیا گیا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ہمارے ہاں طالبعلموں کو جب وہ کسی criminal act وغیرہ میں آتے ہیں تو ان کو امتحان دینے کے لیے جیلوں میں بھی سہولت دی جاتی ہے۔ They should have at least led their studies continue or after there studies had been continued جب ختم ہو جاتی تو ان کو deport کر دیا جاتا۔ دوسری بات یہ کہ ان کو کسی suspect کے زمرے میں پکڑا گیا تھا کوئی surety نہیں تھی، جس سے ظاہر ہوتا کہ یہ ایک fictitious case تھا اور اس میں reality lack کرتی تھی۔ جناب سپیکر! چودہ دن ---

جناب حامد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی کہ ان طالبعلموں کو deport کر دیا گیا ہے جبکہ ان کو re-arrest کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی پڑھائی کے بعد ان کو deport کیا جائے۔

جناب اعصام رحمانی: جناب والا! ان کے limited access to basic rights ہوتے ہیں جس میں you can contact your attorney, lawyer you can make calls to your family, medial team کو contact کر سکتے ہیں، چودہ دن تک تو انہوں نے access denied کر دیا تھا، جو ان کی European Commission of Human Rights 1950 Act کی violationتھی اور Country Police and Criminal Act 1925 کی انہوں نے خود خلاف ورزی کی ہے۔ کب تک، کب تک rights of individual کو sacrifice کیا جائےگا over the rights of state? اور نام national security and public security کا دیا جائے گا؟ اس میں صرف پاکستانی ہی کیوں؟ اس سے زیادہ افسوس ناک بات ہم لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ہماری Pakistani Embassy and Consulates in U.K. ہیں جن کو ہم اتنا بڑا بجٹ دیتے ہیں اگر یہ چیز وہ deliver نہیں کر پا رہے تو میرے خیال سے ان کا 35% reduction کرنا چاہیے اور ہمارا نیوکلیر پروگرام ہے اس پر compromise نہیں کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، وزیراعظم صاحب کہاں گئے ہیں ۔ شہباز ظہیر صاحب آپ کیوں نہیں کچھ بول رہے ہیں؟

Mr. Shahbaz Zaheer: Thank you Mr. Speaker! Basically we don't take into account that we as a nation we support a lot to the economy of Britain and America. On an average when a student goes, he spends close to ₤ 11000 to ₤ 20000 of tuition fee and more over to the logistic support ₤ 10000. It's an amount of ₤ 30000 that is spends over an year. Just imagining that amount and multiplying by the number of students that goes every year to U.K. We are so much to their economy. I think we are supporting them and if we want to add on something to that we really need to boycott from that for at least a couple of years. Why can't we improve our educational system? Why can't we have our set up of education to that standard? Why can't we have a collaboration with

the universities over there to get that university would here and have a set up over here. Imagining ₤ 30000 one of our students multiply by the number of students. Say it's even 5000 in prudent side, its big money. You can set up a complete university over a year. That's I would like to add. This is the only way that we can, I think the cultural harmony and dialogues and all this is past. Let's have something which we can go towards developing instead of talking of developing countries. Thank you Honourable Speaker.

جناب اللہ دتہ طاہر: جناب والا! میں یہاں پر کچھ clarifications کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جناب۔

جناب اللہ دتہ طاہر: جناب سپیکر! First of all there was a spelling mistake device تو اس کا اصل لفظ devise ہے اور دوسرا کچھ لوگوں کو یہ تھا کہ ہم یہاں پر security provide نہیں کر سکتے تو وہاں پر کیسے دے سکتے ہیں تو اس میں I have written measures to assure the security, definitely وہ لوگ وہاں پر secure ہیں لیکن یہ security ان کو وہاں کی حکومت کی طرف سے ہے اور جب بھی کوئی foreigner کسی ملک میں ہوتا ہے تو اس ملک کا فرض ہوتا ہے کہ اس کو security فراہم کرے۔جبکہ ان طالبعلموں کو بجائے security دینے کے ان کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ہم یہاں پر ایسے ادارے بنائیں اور باہر نہ جائیں، اگر ہم باہر نہیں جائیں گے، ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ ادھر کیا ہو رہا ہے تو how we will compete. اس کے علاوہ وہ کسی بھی علاقے کے ہوں they all are students going abroad, all are the sons of Pakistan.

جناب وقار نیئر: **جناب سپیکر!** Point of information اس میں تھوڑا سا میں یہ add کرنا چاہتا ہوں کہ human rights and rights of the students کی بات کرتے ہوئے وہ ملک اور ایمبیسیاں اچھی لگتی ہیں جن کا اپنا track record on human rights کے حساب سے بہت اچھا ہو۔ جب Pakistani Embassyیہ بات کرتی ہے تو ان کو جواب دیا جاتا ہے کہ آپ اپنے ملک میں کیا کر رہے ہیں؟ آپ کے اپنے ملک کے اندر کتنے لوگ بغیر کسی trial کے جیلوں کے اندر جل رہے ہیں۔ ,Political prisoners کتنے ہیں، journalists کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، out of favour political institutions or set up ہیں ان کے لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ I think سب سے پہلے ہمیں جو کام کرنا چاہیے کہ اگر ہمارا اپنا track record on human rights بہتر اور صاف ہو گا تو اس کے بعد global community میں بھی ہماری respect ہو گی۔ پھر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے شہریوں کو بیرون ملک وہی حقوق دیے جائیں جو ہم ان کو اپنے ملک میں دیتے ہیں۔ اگر اندرون ملک ان کے پاس zero rights ہیں اور آپ بیرون ملک یہ کہیں کہ ان کو برابر کے حقوق دیے جائیں تو آپ کا case strong نہیں ہو گا۔ شکریہ۔

جناب احمد نور: جناب والا! Point of Order.

جناب سپیکر: جی جناب۔

جناب احمد نور: جناب والا! بہت افسوس کی بات ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ ہمارے طالبعلموں کو باہر نہیں جانا چاہیے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ اگر ہمارا record خود ٹھیک نہیں ہے تو دوسرا ہمیں کس طرح respect دے گا۔ جناب والا! امریکہ، یورپین ممالک میں مسلمانوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ جبکہ ہم اپنے ہاں امریکیوں اور یورپین کو بہت عزت دیتے ہیں ۔ اسی base پر کہ وہاں پر وہ ذلیل کر رہے ہیں تو ہم یہاں پر ان کی تذلیل شروع کر دیں، یہ تو کوئی argument نہیں ہے، یہ تو کوئی بحث نہیں ہے۔ اگر ڈاکٹر قدیر صاحب باہر نہ جاتے تو ہمارے پاس ایٹمی ہتھیار کہاں سے آتے۔ کل ہمارے وزیراعظم باہر جائیں گے تو اگر انہیں وہاں پر حراست میں لے لیاجائےتو ہم کہیں گے کہ وزیراعظم کو باہر نہیں جانا چاہیے تھا۔ جناب والا! یہ global village ہے، ہمیں جانا ہو گا۔ ہمارے جتنے بھی حقوق ہیں ہمیں وہ ملنے چاہییں۔ جس طرح ہم دے رہے ہیں اسی طرح ہمیں بھی ملنے چاہییں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب وزیراعظم Please conclude the debate.

جناب احمد علی بابر (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ جناب سپیکر! اس Resolution میں this House may discuss کی جگہ this House is of the opinion پڑھا جائے گا کیونکہ یہ Resolution ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر different diversion قسم کے point of views سامنے آئے ہیں۔ جن یہ بات بھی سامنے آئی کہ ہمیں باقی لوگوں پر critic کرنا چاہیے ان سے different terms کی demandکرنی چاہیے کہ ہمارے جو لوگ وہاں پر جاتے ہیں ان کو قانون کی protection دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جو دوسرے point of views سامنے آئے ہیں کہ ہمیں اپنا track record on human rights اس کو بھی بہتر بنانا چاہیے۔ اس حوالے سے نئے point of views ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ہم ہر ایک point of view کو incorporate کریں گے۔ ہمارا آگے جو role ہو گا اس میں سب سے پہلے ہم اپنی Embassies کو استعمال کریں گے کہ جو non-functional Embassies ہیں ان پر فنڈز بہت زیادہ خرچ ہو رہے ہیں لیکن انہیں جو role play کرنا چاہیے ان ممالک میں وہ صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہی ہیں۔ وہ exactly, extremely functional نہیں ہیں۔

Secondly, ہم اپنا track record on human rights اس کو بھی بہتر بنائیں گے۔ تیسری بات کہ دوسری حکومتوں کے ساتھ بھی drastic measures کا مطالبہ کریں گے کہ ہمارے طالبعلموں کو قانون کی طرف سے ان کو protect کیا جائے۔ ہماری حکومت کی چھ نکات کی پالیسی ہو گی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس Resolution کو ووٹنگ کے لیے ایوان کے سامنے لایا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Usman Ali: Mr. Speaker, Point of Order.

Mr. Speaker: Yes please.

Mr. Usman Ali: Sir, the text of the Resolution is that the House may discuss the unethical arrest and now this has been discussed and everybody has condemned it. So, I think it should be transform into our Resolution of condemnation, if the mover and the Leader of the Opposition agree it should be written as “The House condemns the unethical arrest”.

(Desk thumbing)

Mr. Speaker: Then how we should be read it now, what are you suggesting?

Mr. Usman Ali: Sir, since they agree so, I think we should make this amendment and “the House condemns the unethical arrest of the Pakistani students in the U.K. The Government of Pakistan should take steps and devise measures to assure the security and tension free environment for students studying or doing research work in the U.K. or other foreign countries”. “Discuss” will be excluded and the “Condemn” will be included in the Resolution. I think if the Mover and the Leader of the Opposition agrees so, this should be changed.

Mr. Speaker: O.K. Now I put the Resolution to the House that “This House may condemn the unethical arrest of Pakistani students in the U.K. The Government of Pakistan should take steps and devise measures to assure the security and tension free environment to the students studying or doing research work in U.K. and other foreign countries”.

(The Motion was adopted)

Mr. Muhammad Esaam Rehmani: Point of Order.

Mr. Speaker: Yes.

Mr. Muhammad Esaam Rehmani: Sir, I would like to move the Item No. 4 to Item No. 5 and the Item No. 5 comes first, because Mr. Niaz Mustafa is not here with us right now. So, I am hoping that he should be here…..

Mr. Speaker: O.K. When is Mr. Niaz Mustafa coming?

Mr. Muhammad Esaam Rehmani: Sir, he should be here in about 15 minutes.

Mr. Speaker: O.K. So you want to move Item No. 5 first of Mohtarma Gul Bano.

Mr. Muhammad Esaam Rehmani: Yes Mr. Speaker.

Mr. Speaker: Miss Gul Bano, please move your Resolution.

Miss Gul Bano: Thank you Mr. Speaker! The Resolution is "This House is of the opinion that government should restart its soft-loan policies with easy documentation process for youth to pursue their education in the country and the abroad".

جناب سپیکر! یہ بات سب کے سامنے clear ہے کہ جب سے war against terrorism میں پاکستان کی involvement ہوئی تو بہت سارے crisis کو face کرنا پڑا، جس میں financial crisis سب سے پہلے آتا ہے۔ جہاں پر پاکستان کے دوسرے اداروں کو بہت سا نقصان پہنچا وہاں پر نوجوانوں کے مسائل بھی بڑھ گئے ہیں۔ میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہوں گی ایک وقت تھا کہ اندرون ملک تعلیم حاصل کرنا اور باہر جانا اتنا مشکل نہیں ہوتا تھا۔ پاکستانی نوجوان بیرون ملک scholarships بہت آسانی سے حاصل کر لیتے تھے اور ویزہ میں بھی کسی قسم کی مشکل نہیں ہوتی تھی کیونکہ ہمارا status war against terrorism سے پہلے بہت اچھا بنا ہوا تھا لیکن اب طالبعلموں کے مسائل بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ ایک تو پاکستان کے اپنے financial crisis جس کی وجہ سے حکومت کسی بھی قسم کی financial support دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔دوسرا پاکستانی طالبعلموں کو باہر پڑھنے کے لیے ویزہ ملنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ حکومت soft loan policiesکو review کرے تاکہ طالبعلموں کو free of interest base پر قرضہ مل سکے اور meritorious students وہ آرام سے تعلیم حاصل کرسکیں۔ کچھ مسائل ایسے بھی ہو جاتے ہیں کہ جو ذہین طلبہ ہوتے ہیں لیکن ان کا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس bank statement نہیں ہوتی، ان کے پاس property نہیں ہوتی، یہ ایسے مسائل ہوتے ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے۔ اس سلسلے میں حکومت ان طلبہ کو confidence میں لے اور اپنی پالیسی کچھ اس طرح کی رکھے کہ یہ طلبہ آسانی سے اپنی تعلیم آگے بڑھا سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب خلیل طاہر صاحب۔

جناب خلیل طاہر: شکریہ جناب سپیکر! محترمہ گل بانو نے بہت اچھی Resolution پیش کی ہے۔ ہمارے ملک میں بہت زیادہ talent ہے، بہت زیادہ talented نوجوان ہمارے پاس موجود ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ غربت کی وجہ سے وہ اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے۔ ان کے پاس universities کی fees نہیں ہیں۔ ہماری حکومت قرض حسنہ تو دیتی ہے مگر اس کے لیے بہت سخت criteria ہے۔ وہ صرف حکومت کی universities کے لیے ہے اور صرف اندرون ملک تعلیم حاصل کرنے کے لیے ہے۔ جو طلبہ بیرون ملک جاتے ہیں یا جو private universities میں پڑھتے ہیں ان کے لیے ایسی کوئی سہولت نہیں ہے۔ اس طرح ملک میں جو بے شمار ذہین طالبعلم ہیں ان کی تعلیم جاری رکھنے کی خواہش ادھوری رہ جاتی ہے۔ محض پیسے نہ ہونے کی وجہ سے وہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے۔ہمارے ملک میں دوسرے مسائل کے علاوہ یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ وہ پڑھے لکھے لوگ آگے نہیں آ

سکتے، ملک کی ترقی میں وہ اپنا کردار اچھے طریقے سے ادا نہیں کرسکتے۔ اگر حکومت ان طلبہ کو جو ملک میں اور بیرون ملک تعلیم حاصل کر رہے ہیں انہیں آسان شرائط اور interest free loans دے تو یہ طالبعلم اپنی تعلیم مکمل کر کے ملک کی ترقی کے لیے اپنا contribution اچھے طریقے سے ادا کر سکتے ہیں۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ وہ interest free loans دے اور تمام private banks ان کو بھی اجازت دے کہ وہ ان طالبعلموں کو interest free loans دیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب فواد ضیاء صاحب۔

جناب فواد ضیاء: شکریہ جناب سپیکر! اس Resolution کے ضمن میں میری کچھ recommendations ہیں کہ جس طرح اس Resolution کی Mover Ms. Gul Bano نے کہا کہ یہاں پر جو talented students ہیں، بہت سوں کے پاس bank statement or property نہیں ہوتی تو میری یہ recommendation ہے کہ اگر کسی ذہین طالبعلم کی کوئی distinction ہے تو اس کی distinction as a bank statement ہی consider کی جائے۔ Further اگر اس کو قرضہ مہیا کیا جائے اور وہ interest free loan ہو ۔ اگر اس قرضہ کو حاصل کرنے کے بعد وہ کوئی سی بھی degree حاصل کرے، کوئی بھی تعلیم حاصل کرے اس پر بھی کوئی distinction لی تو پھر نہ صرف اس کا قرضہ معاف کیا جائے بلکہ اس کے لیے تعلیم کا next level ہو اس کے لیے اسے scholarship دی جائے۔

دوسری بات یہ کہ جو ماں باپ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر بھجوانا چاہیں یا اندرون ملک اعلیٰ تعلیم دلوانا چاہیں تو حکومت سے درخواست ہے کہ ایسے ماں باپ کو بھی tax rebate دی جائے تاکہ educational culture فروغ پا سکے۔

(اس موقع پرمحترمہ ڈپٹی سپیکر صاحبہ نے کرسیٔ صدارت سنبھالی)

جناب فواد ضیاء: ایک recommendation اور ہے کہ جس طرح ہمارا education system چل رہا ہے جیسے ہمارا matriculation ہے، further HECC level ہے اس پر آپ قرضہ دیں بلکہ ہمارے vocational institutions ہیں وہاں پر بھی اگر کوئی طلبہ ہیں جو اپنے ہنر میں ایک نام رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی یہ قرضہ فراہم کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ماریہ اسحاق۔

محترمہ ماریہ اسحاق: شکریہ میڈم سپیکر! محترمہ گل بانو صاحبہ کی طرف سے یہ Resolution for students community بہت favourable ہے لیکن کیا اس وقت پاکستان کے معاشی حالات اس چیز کی اجازت دیتے ہیں؟ جبکہ H.E.C کی طرف سے بہت سے طلبہ کی funding روک دی گئی تھی اور H.E.C. was an initiative to help students get education not only from the universities in Pakistan but also abroad. جب H.E.C. کی funding ختم کی گئی تھی اور پاکستان کے حالات ایسے ہوئے تو اب میرے خیال سے جو بنک پاکستان میں کام کر رہے ہیں they should come up with products جیسے ایک آدمی نے گاڑی لینی ہوتی تھی تو ان بنکو ں نے loan design کیا ہوا تھا اس کے تحت وہ آدمی گاڑی لے لیتا تھا۔ گھر بنانا تھا loan product design کیا گیا، house leasing concept وجود میں آیا۔ اسی طریقے سے ہم اگر leasing کو تھوڑا سا اور define کر لیں یا اس کو تھوڑا سا revalue کر لیں تو ہمارے پاس ایسے loan terms آ سکتے ہیں جن سے طلبہ کو بہت زیادہ ہو سکتا ہے۔ بنکوں کا کردار اس میں بہت زیادہ ہے، اگر کسی طالبعلم نے قرضہ لینا ہے تو کوئی بھی بنک 0% interest rate loan دینے کو تیار نہیں بھی ہے تو ایک minimum rate of interest by the government set کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک timeframe بھی دیا جاسکتا ہے جس کے دوران وہ loan repay کرنا ہو گا، یا تو طالبعلم اپنی پڑھائی مکمل کر لے تو اس کی salary میں سے deduction اس طرح سے ہو کہ وہ قرضہ پورا ہو جائے۔ اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ اگر ایک خاص group of students کو قرضہ ملا ہے اور انہوں نے اس کا استعمال کیا ہے تو یہ چیز جو rest of the students community ان کے لیے بھی favaourable ہو گی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب اعصام رحمانی:

جناب اعصام رحمانی: شکریہ۔ میں ایک اورتجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ جو scholarships for particular programmes and courses کے لیے دیتے ہیں instead of increasing the number of scholarships جو طلبہ باہر جاتے ہیں، جیسے ایک طالبعلم باہر جا رہا ہے تو ہم صرف ایک بندے کو تعلیم دے رہے ہیں۔ Instead of that if we bring professors from abroad inside the country تو وہ زیادہ masses کو تعلیم دیں گے۔ The mind deliver to different number of people, different institutes تو اس طرح the resources will be utilized properly. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Syed Waqas Ali.

Syed Waqas Ali: Thank you Madam Speaker! Instead of bringing the foreign teachers here in Pakistan
اس سے بہتر یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے استاد باہر بھیجیں ، وہ اچھے طریقے سے تربیت حاصل کر کے آئیں then it would be wonderful for them تو وہ ہمارے لیے complete assets ہوں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی 60% سے زیادہ کی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ یہاں پر finance کا issue discuss ہواتھا، میں آپ کو بتاؤں کہ پاکستان میں کئی ایسی ministries ہیں کہ جن کا ریکارڈ ابھی تک public ہوا ہی نہیں ہے جو it is a right of public اور ایسی ایسی ministries ہیں ان کے لیے funds allocate ہوتے ہیں۔ Last time one of the private TV channel ایک رپورٹ دکھا رہا تھا کہ اگر پاکستان میں finance کا مسئلہ اتنا اہم ہے تو ایک وزیر کا روزانہ کا خرچ جو حکومت اس کو دیتی ہے its more than one lac signifies their importance اور باقی چیزیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو M/O Youth Affairs gives a Youth Policy اس میں یہ چیز بڑی واضح ہونی چاہیے۔ National Bank of Pakistan نے اس حوالے سے initiative لیے تھے اور آج بھی یقیناً وہ کوئی initiatives لے رہا ہے۔ آپ طلبہ کے لیے 2 to 3% of GDP allocate کریں۔ اگر finance اتنا ہی بڑا مسئلہ ہے تو public private management بھی ایک modal concept ہے۔ آپ private sector کو اس میں involve کر کے academia کو industry سے link کریں اور کچھ شرائط ایسی بھی ہو سکتی ہیں کہ جو لوگ ان کو sponsor کریں اور اس compulsion کے ساتھ کہ they have to give and present their services to that, industry for the certain period of time. In this way, we can make a good policy but for the sake of the interest Pakistani students کی حالت ابتر ہے، ہم رفاعی ریاست کی بجائے دفاعی ریاست بن گئے ہیں۔ اس لحاظ سے interest کا تو قابل قبول نہیں ہے، اگر public private management introduce کروایا جائے with linked up academia with industry, it could be better. Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Usman Ali.

جناب عثمان علی: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ! یہ جو Resolution آئی ہے یہ well founded نہیں ہے کیونکہ already one soft loan policy of National Bank موجود ہے۔ اس میں طلبہ کو tuition fee, books and hostel fee کے اخراجات دیے جاتے ہیں۔ یہ interest free loan ہوتا ہے۔ دس سال کے بعد اس نے یہ قرضہ واپس کرنا ہوتا ہے۔ دوسری بات جیسے فواد ضیاء صاحب نے کی کہ distinction base loan دینا چاہیے، یہ بھی ایک اچھی تجویز آئی ہے۔ میری اپنی recommendation یہ ہے کہ بےنظیر income support programme کے لیے جو سروے ہو رہا ہے اس survey کی base پر بھی طلبہ کو without needing to apply یہ قرضہ دیا جانا چاہیےنہ کہ وہ قرضہ مانگیں اور انہیں قرضہ دیا جائے۔ اگر اس survey میں ان کو پتا چلتا ہے کہ یہ طالبعلم deserving ہے تو اس کو قرضہ دے دینا چاہیے۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ، محترمہ حرا بتول۔

محترمہ حرا بتول: شکریہ میڈم سپیکر! میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہوں گی کہ ہمارے کتنے بچے باہر جائیں گے؟ Pakistan is our home. If everyone would go all the capable minds would go what will happen to Pakistan. سب لوگ جو باہر جاتے ہیں وہ obliviously واپس نہیں آتے کیونکہ جن کو بھی وہ masters or PhD کرواتے ہیں وہ ایسی fields میں کرواتے ہیں جن کا پاکستان میں کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ The second thing is کہ پہلے تو ہمارے تین سو کے قریب H.E.C. کے sponsored students ہیں جن کی ابھی تک tuition fee نہیں دی گئی within two months if the fees are not paid they would be sent back. سب سے پہلے میں اس فورم کے حوالے سے حکومت سے درخواست کروں گی کہ H.E.C. کو فنڈز دیے جائیں تا کہ ان طلبہ کی فیس ادا کر دی جائے اور وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔

دوسری بات یہ کہ پاکستان کے اندر soft loan policy for students that is very nice idea, but the things is that as said by Essam Rehmani کہ بچوں کو باہر بھجینے سے بہتر ہے کہ ہمارے اپنے ہزاروں ڈاکٹر باہر کی universities میں موجود ہیں who are working for their universities, if we give them incentives ان کو ایسی environment دیں کہ they would want to come back to Pakistan and serve Pakistan rather than the international community abroad. اس طرح ہمارا اپنا education system ایسا ہو کہ باہر جانے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہ جو بھی تعلیم حاصل کریں وہ ایسی fields میں ہوں جو پاکستان کے لیے relevant ہوں۔بہت بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Ahmed Javed.

جناب احمد جاوید: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا۔ National Bank already have a existing policy اس کی وجہ سے یہ Resolution not well founded. The basic problem with the National Bank policy is that the loan of National Bank is a low cast base ہے جس کی وجہ سے وہ یہ loan disburse کر سکتے ہیں لیکن National Bank کے اپنے internal management issues اتنے زیادہ ہیں کہ اس سکیم کو اب تک national level پر project نہیں کیا جا سکا۔ اس کی وجہ سے ابھی تک there is a vast majority of Pakistani students who don't know about this scheme. اس کی بالکل awareness بھی نہیں اور اس کے بعد National Bank کا اپنا internal documentation process جس کو یہاں پر mention کیا گیا ہے that is so tiresome کہ اس سے گزرنا کسی بھی طالبعلم کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے ان کی loan disbursement ratio that is very poor. That is why the mover of this Resolution seeking is کہ اس process کو improve کیا جائے اور اس کے اندر there should be more broad base approach جہاں پر صرف نیشنل بنک کے resources کو استعمال نہ کیا جائے across banking resourcesکو استعمال کیا جائے۔ جس طرح ہم انڈیا میں دیکھتے ہیں کہ textile industry کو support کرنے کے لیے State Bank of India اس نے commercial banks کو discounts دیے تھے۔ So, basically if textile unit was being charge 15% interest, the State Bank would cover for 10% of that and the unit itself would have to pay only 5%. That is the sort of arrangement جس کو پاکستان میں students loans کے لیے initiate کرنا چاہیے تاکہ education promote ہو سکے۔ جہاں تک collateral کی بات ہے تو سب سے بڑا مسئلہ bank کو security provide کرنا ہوتا ہے۔ International best practices جو globally use ہو رہی ہے that should be adopted in Pakistan that your eventual degree جو آپ کو as a result of the education at your sponsoring مل رہی ہے۔ اس ڈگری کو as collateral use کیا جائے and there should be an agreement between the bank and the institution concerned and believe me educational institutions are willing to inter into such agreements, we have examples of all over the world. اگر اس طرح کا agreement ہو کہ upon completion the degree is handed over directly to the bank and the bank will then issue a certificate certifying that this degree has been issued to this student for particular period of time جس کے اندر اس طالبعلم نے وہ قرضہ واپس کرنا ہے۔ One's the loan is repaid that degree then release to the student. That is the sort of

practice that can be adopted اس کی وجہ سے documentation hustle بھی ختم ہو جائے گا اور access to funds also improve ہو جائے گا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Sama Paras.

Miss Sama Paras Abbasi: Thank you Madam Speaker! One of my colleagues just talked about the brain drain issue that will be facing if all of the students go and study abroad. I just add a suggestion that the students who are provided these funds and the loans should also be made bound to serve in Pakistan. They should be at least bound for five years come back to their country and serve here. So, we will not face this brain drain issue, we could do something with that. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Honourable Fawad Zia.

جناب فواد ضیاء: شکریہ میڈم سپیکر! یہاں پر میرا ایک point ہے کہ overseas Pakistanis کا جو کردار ہے ہم لوگوں کو اسے افادیت دینی پڑے گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل کی دنیا ایک global village ہے۔ اگر پاکستانی باہر نہیں جائیں گے تو قطع نظر اس کے کہ وہ باہر جا کر صرف تعلیم حاصل کر رہے ہیں بلکہ اس طرح ہمارا Pakistani soft culture باہر کے لوگوں کو پتا لگے گا۔ دوسری بات یہ کہ ہمارے بہت سے پاکستانی بھائی باہر بہت اچھے عہدوں پر فائز ہیں ان کے لیے حکومت نے پہلے سے ہی ایک پروگرام بنایا ہوا ہے جس کا نام Talk-Ten ہے، اس کی website پر جا کر آپ کسی باہر کی university میں کوئی پاکستانی موجود ہے اور اپنی چھٹیوں پر یہاں آ کر serve کرنے کے لیے آنا چاہتے ہیں تو آپ لوگ وہاں پر جا کر being a professor apply کر سکتے ہیں۔ شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, I would like to ask the Honourable Prime Minister to make his comments about this Resolution before we put it to the House.

جناب احمد علی بابر (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): شکریہ میڈم سپیکر! محترمہ گل بانو نے جو Resolution forward کی ہے یہ ہمارے آج کل کے حالات کے مطابق انتہائی related Resolution ہے۔ اس پر ایک point of view سامنے نہیں آیا بلکہ اس کو improve کرنے کے لیے policy line بتائی گئی ہے ہم اسے practically implement کریں گے اور practically steps لیں گے۔ جو points generate ہوئے ہیں چاہے وہ Green Party or Blue Party کی طرف سے ہوں اور جو practical steps سامنے آئے جب ہم اس Resolution کو implement کریں گے تو ضرور ذہن میں رکھیں گے۔ ہم اس Resolution کو full strength کے ساتھ implement کریں گے۔ اس پر بہت زیادہ debate ہو چکی ہے، اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو voting کے لیے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, now I put the Resolution to the House it has been moved that "This House is of the opinion that Government should restart its soft-loan policy with easy documentation process for youth to pursue their education in the country and abroad".

(The Motion was carried)

Mr. Ahmed Ali Baber (Prime Minister Youth Parliament): Point of Order.

Madam Deputy Speaker: Yes Honourable Prime Minister.

جناب احمد علی بابر (وزیراعظم یوتھ پارلیمنٹ): میڈم سپیکر! اس سے پہلے کہ ہم اگلے ایجنڈے پر بات کریں، میری تجویز یہ ہو گی کہ اس next Resolution کو ہم اپنے next phase کے لیے رکھیں اور جو وقت ہمارے پاس ہے اس کو اس طرح utilize کریں کہ اس دفعہ ایوان میں کافی low turn out ہے۔ اس میں lack of motivation کی جو تفصیلات ہیں یا اس وجہ سے جو بھی issues ہیں جس کی وجہ سے ممبران نہیں آ سکے ہیں ان کو discuss کیا جائے۔ اس پر اپنے اپنے points دیے جائیں تاکہ ہم اس پر ایک report بنا کر secretariat کو دیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: All of the MYPs are open to discussion on this issue, whatever your feedback and your comments or your suggestions are, you are open to discuss them, because the Secretariat also wants to know what are the factors that motivate MYPs to participate more with a lot of interest? Anybody who would like to speak you will get your turn. Yes Mr. Fawad Zia.

Mr. Fawad Zia: Thank you Madam Speaker! I just skipped a point while I was discussing about the last Resolution, if you give me permission…..

Madam Deputy Speaker: Honourable Member, actually that Resolution has already been adopted, so discussing it on the Flour would be useless at this time. If you want to discuss anything you can talked to the relevant Standing Committee of Education. Yes Ahmed Noor Sahib.

جناب احمد نور: شکریہ میڈم سپیکر! جہاں تک ممبران پارلیمنٹ کی motivation کا تعلق ہے تو میرے خیا ل میں ممبران کی اکثریت اس وقت امتحانوں میں مصروف ہے۔ ہم لوگوں نے اس اجلاس کو یکم مئی سے شروع کرنے کی صلاح دی تھی، اس میں یکم مئی کی چھٹی بھی آ رہی تھی لیکن Secretariat والوں نے کسی وجہ سے یہ اجلاس چھ مئی کو طلب کر لیا۔ ایک با ت تو یہ ہے اور دوسری بات یہ کہ جو Resolutions سامنے آ رہی ہیں جبکہ وزیراعظم صاحب کی طرف سے جو ایجنڈا ہمیں موصول ہوا تھا اس میں میڈیا، cricket terrorism اور land reforms, local government پر تھے لیکن آج کا جویجنڈا issue کیا گیا ہے اس پر ہماری کوئی research نہیں ہے نہ ہی اس ایجنڈے پر ہم نے کوئی کام کیا ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ کون سے لوگ ہیں جنھوں نے یہ ایجنڈا شامل کیا۔ ہم لوگوں کو کم از کم ایک دن پہلے تو بتا دیا جائے کہ کل یہ ایجنڈا آئے گا تاکہ ہم لوگ اس کے لیے مناسب تیاری کر سکیں۔ آج اجلاس سے تقریباً پندرہ منٹ پہلے یہ ایجنڈا ہمیں دیا گیا آپ بتائیں کہ اس طرح ہم کیسے اس ایجنڈے پر بہتر بات کر سکتے ہیں؟ میری یہ تجویز ہے کہ جو بھی ایجنڈا ہو اس سے ہٹنا نہیں چاہیے جب بھی اس ایجنڈے کے علاوہ کوئی چیز لانی ہو تو پہلے ہمیں بتایا جائے کہ ایجنڈے میں یہ چیزیں شامل ہوں گی۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Anybody else who would like to give any comments, feed backs, suggestions? Yes, Mr. Essam Rehmani Sahib.

جناب اعصام رحمانی: جناب سپیکر! یہ چیز دیکھیں کہ Resolutions, Motions, Calling Attention Notices کو ہم لوگوں نے pass کرنا ہے یا نہیں کرنا everybody's has their own point of view, that's why we are here and we are all still here for a similar goal and we all love Pakistan ہم لوگ پاکستان کے لیے آئے ہیں۔We want to do something for our country. جہاں تک motivation کی بات ہے we still want to do something for our country and motivation کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ وہیں پر رہتی ہے مگر you need somebody to give you positive things about it تاکہ وہ refresh ہوتی رہے۔ I think وہ چیز lack کر رہی ہے۔ آپ نے بات کی کہ ہماری involvement صرف ان پانچ دنوں تک ہی نہیں ہونی چاہیے اس میں تھوڑا سا آگے بڑھنا چاہیے we should take a further step یہ Resolutions, Calling Attention Notices, Order of the Day سے آگے بڑھتے ہیں۔ Let's think about practical steps جو ہم لوگ اس کے لیے کر سکتے ہیں، اپنے ملک کے لیے کر سکتے ہیں اور اس طرح

ہمارے اندر motivation بھی آئے گی ، پھر ہماری Resolutions, Motions, Calling Attention Notices زیادہ practical بھی ہوں گے۔ Let's think about some solid things that we can do together regardless کہ ہم لوگ کیا ہیں، جو بھی ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would like to add something to this that last time all of us had a meeting with Bilal sahib and a lot of people came up with very good suggestions and that would have kept them very much involved into believing themselves being Youth Parliamentarians apart from staying here in Islamabad. So, anybody who has any such suggestions how to keep all the MYPs more involved into such activities or to make them more interested in being obviously whatever position you hold, either you are a parliamentarian, you are a minister or you have any other seat, so what do you people want because sometimes we feel there is some lack of interest or motivation, any suggestion, by the way this will never be taken personal. Don't believe that if you say something openly which don't like would cause a negative impression on the Secretariat, the Secretariat actually wants to know. Bilal sahib himself has told us that he wants to know because if the purpose of this parliament is not achieved, the people there themselves not interested, so all of this project fails actually. So, you are open to given any suggestions, they would be welcomed and the Secretariat will work in accordance with those suggestions. This parliament is for all of us. This is not for the Secretariat. This is for our capacity building. This is for our training. This is not something that Secretariat wants.

جی وقار صاحب۔

جناب وقار نئیر: محترمہ سپیکر صاحبہ! میرا ایک suggestion یہ ہے کہ before the end of every session, next session کے لیے ایک commitment document float کردیں جس میں ہر بندہ یہ certify کرے کہ یہ جو dates propose ہو رہی ہیں اگلے session کے لیے I will be present.

دیکھنے میں آیا ہے کہ پچھلے sessions کے end پر بڑی ایک diffused سا بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے چند اراکان کے ساتھ ایک decision ہو جاتا ہے کہ ان dates پر ہم کر رہے ہیں۔ I think there needs to be a logic consensus on who can attend and who cannot attend. ہم میں سے کچھ لوگ ہیں جو نوکریوں پر ہیں، جن کی jobs کے حساب سے important commitments ہیں، کچھ کی family commitments ہو سکتی ہیں، کچھ کے امتحان چل رہے ہیں۔ تو dates کے دو یا تین suggestions ہونے چاہییں، officially form ہونا چاہیے جس کے اندر ہر کوئی تین میں سے ایک selection book کر لے اور دیکھ لیا جائے جس پر maximum possible attendance ہو سکتی ہے، وہ option select کر لی جائے کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہر وقت ہر کسی کی، کسی بھی مجبوری کو accommodate کیا جائے، وہ تو probably impossible ہو جائے گا۔ مگر یہ ہے کہ the optimal path should be chosen جس پر minimum number of people کا conflict آ رہا ہو in commitment so that they can attend. پھر اس پر جن جن لوگوں نے اپنا option tick کیا ہوا، اگر ان کا option select ہو گیا تو they should sign an undertaking which says that because the date that they propose have been finalized, they will make sure that they can attend the next session. اس لیے میرے خیال میں یہ دو constructive چیزیں ہیں جن پر کام ہو سکتا ہے۔

Madam Deputy Speaker: Waqar sahib, that is a very good suggestion. Actually I think most of the times, both parties' representatives actually suggest dates which are more feasible for all of their party members but still we will further work out on it and we will two/three suggestions to the Secretariat and let see. Last time the best suggestion

that was given to the Secretariat as Ahmed Noor sahib mentioned, that was unavailability of accommodation for the MYPs. The Secretariat faced some problems for our accommodation and all our exercises, so that is why it was delayed for a week. It was unfortunate that this thing happened but hopefully, Insha-Allah next time, we will not let this happen. Anybody else who would like to give some suggestions or their point of views? A.D. sahib…..

جناب اے ڈی طاہر: محترمہ ڈپٹی سپیکر! Accommodation سے ہی بات چل پڑی ہے تو Secretariat کو چاہیے تھا کہ جیسے ہم پانچ sessions کرتے ہیں، تو بجائے اس کے کہ ایک ہی جگہ پر کرتے، یا تو اس طرح ہوتا کہ چار sessions ہمارے different provinces کے capitals میں ہو جاتے اور ایک session ہم اسلام آباد میں کر لیتے۔ اس سے یہ ہوتا کہ ہمیں دوسرے علاقوں میں جا کر وہاں کے لوگوں سے بھی interaction ہوتا۔ چلیں یہاں بھی اگر ہم ایک ہی جگہ پر آ جاتے ہیں تو ہم یہیں بیٹھ کر discussion کی بجائے تھوڑا سا یہ ہو کہ اس ہوٹل سے باہر بھی ہم کوئی activity کریں، ہم کسی protest میں جائیں، ہم کوئی walk کریں یوتھ پارلیمنٹ کی طرف سے۔

دوسری بات، یہ assure ہونا چاہیے جس طرح کے last time ہوا تھا، صرف یہ نہیں کہ ہم suggestions دیتے جائیں، دوسروں کی سنتے جائیں، ہمیں کچھ efforts کرنی چاہییں۔ Secretariat کو یہ کرنا چاہیے کہ وہ رپورٹ لے کہ جی اس دفعہ آپ گئے، دو مہینے کا gap تھا، آپ نے کیا کیا، personally آپ نے کیا کیا؟ یہ چیز ہونی چاہیے۔ ہم لوگ مختلف universities میں ہیں، مختلف اداروں میں ہیں جہاں پر لوگوں کے ساتھ interaction ہے، ہم لوگ presentations دیں، میں نے اس دفعہ اپنی یونیورسٹی میں یوتھ پارلیمنٹ کے بارے میں presentation دی ہے۔ اسی طرح سارے لوگ جب personal efforts کریں گے، میڈیا اتنا effective ہے، اور بڑی جلدی لوگوں تک یوتھ پارلیمنٹ کے پیغامات پہنچ سکیں گے۔ شکریہ جی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: اے ڈی صاحب! آپ نے بہت اچھی suggestion دی ہے کہ ہمیں اور بھی activities
میں participate کرنا چاہیے۔ As far as conducting the sessions is concerned, I think Bilal
sahib would have been in a much better position to answer that but probably what I can
evaluate اس کی یعنی مختلف صوبوں میں conduct کرنے کی feasibility کافی مشکل ہوتی ہے۔ Security
issues بھی ہوتے ہیں، پھر سب کو accommodate کرنا یا مختلف because it is on such a large scale
hotels میں بھی منعقد کرنا، booking اتنی ملنا اور سب چیزیں، so there are technical reasons
sometimes but the thing is this we will put this forward to Bilal sahib as well. I wish he
was here, he would have answered you more appropriately. جہاں تک بات ہے to get
involved into different activities, this was even today discussed in the Business Advisory
Committee Meeting that being Youth Parliamentarians, they would never stop you from
doing any such activity. ہم بات کر رہے تھے، یہ suggestions آ رہی تھیں کہ more interaction with
the political figures like ministers or the people who are actually making the policies and
who are taking the strategic decisions ان کے ساتھ اگر interaction ہو گی تو this will keep you
more interested. You will feel that you are being a part of policy making but اس میں یہ ہے
کہ بلال صاحب نے تجویز دی کہ اگر آپ کے اندر خود سے کوئی policy making ہو گی you prepare some
reports, you draft some reports or you make some policies, then you can take those
documents and meet the relevant people. PILDAT will definitely help you out for that.
لیکن یہ ایک personal level پر بھی effort ہو سکتی ہے کہ آپ کی جو بھی Standing Committee ہو جیسا
کہ Education کی اسٹینڈنگ کمیٹی ہے، انہوں نے ایک پالیسی بنائی ہے تو they can move with their own
people and meet the Education Minister اور ان سے interact کریں، ہو سکتا ہے وہ آپ کی باتیں نہ
مانیں، لیکن شاید دو چیزیں آپ کی مان بھی لیں، مطلب you can convince him or he will convince him.
تو یہ ایک مثبت activity ہوگی۔ تو جو ہمارے sessions جب end ہو جاتے ہیں، ظاہر سی بات ہے شام میں most
of us are free and available تو we can go and we can meet people even by our own

تو regarding the guest speakers نے MYPs دی تھی کچھ suggestion پچھلی مرتبہ بھی ایک selves. مطلب آپ کے پاس ایک Bilal sahib answered the same way that we never stopped you platform ہے، ایک فورم ہے، آپ کو عبدالقدیر خان صاحب سے ملنا ہے یا چاہے کسی سے بھی ملنا ہے تو آپ ایک delegation form کریں اور آپ ان کو approach کریں تو they will never stop you جیسے Essam sahib, Leader of the Opposition tried to approach Imran Khan sahib and when Essam sahib said that he was from this forum, then he was honoured to talk to him about a lot of issues تو یہ ہے کہ ہم پر کوئی پابندی نہیں ہے until and unless we are doing something legal, آپ کو لگتا ہے کہ آپ کو کسی there is no restriction from the Secretariat towards our activities. احتجاج میں participate کرنا ہے، definitely PILDAT اس میں organize تو نہیں کرسکتا لیکن if it is a relevant cause and Secretariat believes that they should also be a part of it تو initiate آپ کریں ، obviously اگر آپ صحیح ہیں تو PILDAT will always facilitate you and support you.

Mr. Ahmed Noor: Excuse me Madam.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی احمد نور صاحب۔

جناب احمد نور: میڈیم! یہ protest کی بات ہو رہی ہے کہ protest کرنا چاہیے۔ میڈیم! اپوزیشن لیڈر کا کام ہوتا ہے protest کرنا۔ ہم اس پر تو اعتراض نہیں کر سکتے لیکن ہم اپنے Prime Minister کو protest میں کس طرح لے جائیں گے۔ History میں ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ Prime Minister نے protest میں حصہ لیا ہو۔ شکریہ۔

جناب اعصام رحمانی (قائد حزبِ اختلاف): ڈپٹی سپیکر صاحبہ! Protest ہر بندے کا right ہوتا ہے اور پرائم منسٹر بھی protest کر سکتا ہے----

Madam Deputy Speaker: This is a basic humanitarian right and obviously if the Prime Minister believes that any act of the actual government, should be condemned, then obviously the Prime Minister can take part in that and he can even meet him and tell him that this is not the way you have to conduct things.
دیکھیں، یہ ہمارا حق ہے، protest ہم سب کا right ہے۔ جی نیاز محمد صاحب۔

جناب نیاز محمد: نور صاحب کا مطلب یہ ہو گا کہ پرائم منسٹر صاحب road پر آ کر احتجاج نہ کریں۔

Madam Deputy Speaker: We have security reasons therefore, nobody can take our responsibility.
اسی لیے کوئی ہماری responsibility لینے کے لیے تیار نہیں ہو گا، we have to be on our own responsibility, so we will have to take ourselves. لیکن idea یہ تھا کہ آپ کے جو بھی issues ہیں تو you want to participate in any of the activities you can do it. As far as you are on the right path, you are on the right path, then the Secretariat will always support you but initiate تو ہم خود کریں گے ناں۔ Because Secretariat is already involved into so many activities and it is so difficult to organize all this اور اس کی رپورٹ تیار کرنا، اس کی evaluation کرنا اور اس پورے پراجیکٹ کو monitor کرنا it is very difficult. تو وہ تو پہلے ہی اتنی چیزوں کو، activities کو ہمارے لیے design کر رہے ہیں like crises simulation اور اسی طرح دوسری چیزوں کو handle کرنا تو they are so much involved تو ظاہر سی بات ہے we have to generate ideas within our own selves as well جو constructive ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے agenda میں شامل ہو جائیں if they are that constructive اور as an MYPs feel that they should be done, then you have suggestions, you can put them forward to this Secretariat and they will include it if they seems that is appropriate. جی وقار صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب وقار نئیر: جی میڈم سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ چونکہ ہمارے پاس time ہے تو اچھا ہوگا کہ ہم کوئی pertinent issue which is facing the country اس پر discussion کر لیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی valuable input نکل آئے اور probably کل یا پرسوں اس پر کوئی resolution بھی ہم forward کر سکیں۔ تو کافی issues ہیں، mainly سوات میں جو ہو رہا ہے اور جو ملٹری آپریشن کی بات ہو رہی ہے، اس issue پر اگر ہم بات کرلیں۔

Madam Deputy Speaker: Ok, anybody can put forward a motion and we can discuss on that particular issue?
میں بھول گئی، احمد نور صاحب! آپ نے ایک بات کی تھی کہ ہمیں agenda دیا جاتا ہے اور اس سے deviate ہو جا تے ہیں۔ Topics usually تین ہی ہوتے ہیں جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide ہو تے ہیں، انہیں بزنس ایڈوائزری کمیٹی suggest کرتی ہے Secretariat کو before they get decided تو issues usually تین ہی ہوتے ہیں۔ Each day is allocated to those three issues, the rest of the two days are actually for general topics. کیونکہ ہو سکتا ہے ملک میں کوئی happening ہو، مثال کے طور پر UK میں students کے ساتھ جو کچھ ہوا or there is something which you want to discuss which is an immediate issue as just like in our first session ایک رات پہلے جو ہماری جانب سے which was like the fourth day, there was a blast and we wanted to condemn it. تو obviously کچھ چیزیں ہوتی ہیں جو بالکل last time پر discuss ہوتی ہیں and we need to have generalized issues but we have put forward this suggestion to this Secretariat کہ ہمیں کم از کم کچھ وقت ملنا چاہیے so that we can have some research on it before we speak. Anybody as suggested by honourable Waqar Nayyer sahib, you want to put forward any motion which you think should be discussed on the floor? جی۔

جناب محمد رفیق وسان: محترمہ ڈپٹی سپیکر! اگر ابھی وقت ہے تو جس طرح نئیر صاحب نے کہا ہے کہ ابھی جو recent incidents ہوئے ہیں کراچی میں violence کے، اگر اس کو discuss کیا جائے------

Madam Deputy Speaker: Let me check it with the Secretariat, if it is a resolution for tomorrow or not, we can discuss it.

(Pause)

Madam Deputy Speaker: Actually, that is a resolution for tomorrow. So, it's in the agenda tomorrow. If any other topic you would like to discuss?

Mr. Muhammad Essam Rehmani (Leader of the Opposition): We are making the last resolution put by Niaz Mustafa into the "Motion" and I think it should be discussed. So let us just carry on……...

Madam Deputy Speaker: Essam sahib, as informed by the Secretariat, it would be after the lunch break. I can put forward a suggestion if you people want, last time we had Balochistan issue which was being discussed and there was a resolution for NFC Award and a lot of people said that they were very well prepared but they couldn't speak. It is just a suggestion and it is upto to you if you want to discuss it. Any other topic جی ضمیر صاحب بولیے۔

جناب ضمیر احمد ملک: جناب اے ڈی طاہر صاحب بول رہے تھے کہ صوفی محمد صاحب پر discussion کی جائے------

Madam Deputy Speaker: If you want to discuss anything, obviously we cannot criticize a person in his personal capacity but yes if you want to discuss anyone's official capacity, so you can do that. Mr. Rafique Wassan…..

جناب محمد رفیق وسان: میں تجویز کروں گا کہ صوفی محمد کو discuss نہ کیا جائے ، صوفی محمد صاحب کی جو statement آئی ہے کہ جمہوریت کفر ہے-----

Madam Deputy Speaker: I think this could be discussed if you want…..

ایک معزز رکن: محترمہ ڈپٹی سپیکر! میرے خیال میں ایک individual کی personal statements کو discuss کرنے کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔ ہر بندے کا اپنا view point ہوتا ہے، ہم ہر بندے کے view point کو یہاں discuss کیوں کریں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی عبداللہ لغاری صاحب۔

جناب عبداللہ لغاری: محترمہ سپیکر! میرے خیال میں جو current situation ہے بلوچستان کی اور اس کی integrity کے حوالے سے بھی جو statements آ رہی ہیں اور جو قتل و غارت وہاں پر سیاسی leaders کا ہوا ہے، اس حوالے سے اگر discussion یہاں کر لی جائے اور ہاؤس کا ایک consensus develop کر لیا جائے تو میرے خیال سے بہتر ہو گا۔

Madam Deputy Speaker: I would request you people if you have consensus on this issue, we can discuss it on the floor.

جناب وقار نئیر: محترمہ سپیکر صاحبہ! Since we have this opportunity تو جو اصل issue ہے وہ یہ ہے کہ Pakistan's youth needs a sense of direction. جو polarization ہو رہی ہے ہمارے ملک میں، جو ایک line ہے towards extremism وہاں پر بے تحاشا لوگ pull ہو رہے ہیں اور جو عام لوگ ہیں ان کو سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کریں، زاہد حامد جیسے لوگ بھی ہمارے میڈیا میں آ کر ایک line offer کر رہے ہیں، ایک secularism کی الگ line چل رہی ہے، تو I think یہ ایک بڑا pertinent issue ہے، this is a cross section of the youth تو یہاں پر اگر اس طرح کا discussion کیا جائے کہ ہماری کیا ideological basis ہیں، کیا ہمارا consensus ہے کہ یہاں democracy is the way out and if it is, is the current form of government better? یہ جو ایک long term strategic thinking ہے اس کی کمی ہے ہمارے ملک میں۔ یہ فورم if anything else can provide some input کیا ان کا کیا perspective ہے، what should be done, what is happening. اس کو اگر ایک concrete motion کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ the vision of Pakistan in 2020 as per the Youth Parliament's perspective would be اور اس میں ہر کوئی اپنا ایک vision پیش کر سکتا ہے کہ how do they want Pakistan to be in another 10-15 years. What are the major changes that they want to see in this country and I am sure everyone would have something constructive to add to that. Thank you.

Motion: Pakistan in 2020—Youth Parliament's Vision

Madam Deputy Speaker: I put the motion to the House.

(The motion was adopted)

Madam Deputy Speaker: The Hose is of the opinion that we should discuss this motion. As per motion presented by Mr. Waqar Nayyer, what would be Pakistan in 2020 as per Youth Parliament's vision, I would request you to make your comments about it. Who would like to be the first speaker? Waqar sahib…..

جناب وقار نئیر: محترمہ ڈپٹی سپیکر! میں صرف اپنا ایک ذاتی opinion پیش کروں گا کیونکہ this motion is about your personal opinions اور اس میں ظاہر ہے open merit پر آخر میں debate sum up کی جا سکتی ہے جو بھی ideas سامنے آئیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہم جو فصل کاٹ رہے ہیں، وہ فصل دس سال میں ضیاءالحق صاحب نے بوئی تھی اور وہ جتنے بھی گناہ ہیں ان کی تلافی دینی پڑتی ہے۔ یہ جو ہم نے extremism کا ایک بیج اپنے ملک کے اندر بویا تھا، اس کا بھی اب ہمیں پھل مل رہا ہے۔ اصل issue یہ ہے کہ ہمیں اپنی debate about the creation of Pakistan میرا نہیں خیال دنیا میں کوئی ایسا ملک ہو گا جس میں after sixty years of its creation ایک debate چل رہی ہو کہ کیا یہ ملک صحیح بنا تھا یا غلط بنا تھا اور ہر generation میں یہ سوال دوبارہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو I think سب سے پہلے جو by 2020 I would hope یہ کم از کم debate about the creation of this country, the nature of its federation, the rights of the provinces over the federation and the rights of the federation over the provinces, whether we want to be a welfare sate, whether we want to be a secular state, whether we want to be an ideological state.

یہ issues resolve ہو جانے چاہییں اور اس کو resolve کرنے کے لیے جو سب سے بڑا اور important step یہ ہے کہ your population is of a manageable number. سولہ کروڑ تو پرانا estimate ہے، نئے estimate کے مطابق جو World Health Organization کا estimate ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کی آبادی 18 کروڑ ہے۔ 18 کروڑ عوام کو manage کرنا، ان کا opinion لینا، یا ان کو ایک level کی awareness provide کرنا ہی ایک اتنا Herculean task ہے کہ جو state کے resources ہیں اور جو state کی ability ہے that is frankly not sufficient to deal with that number. تو میرا خیال ہے کہ پہلا قدم یہ ہے کہ اگر ہم current population growth rate پر چلتے رہے تو اندازوں کے مطابق 2020 تک پاکستان کی آبادی 25 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہوگی جبکہ پاکستان کا پانی جتنا آج ہے it would be sixty per cent of the amount of water that we have today. تو آپ کے water resources reduce ہو چکے ہوں گے، آپ کی population exponentially increase کر چکی ہوگی، لوگوں کے پاس کھانے کو نہیں ہوگا۔ ابھی تو پھر بھی بڑے اچھے حالات ہیں، 2020 تک اگر حالات اسی طرح چلتے رہے جس طرح آج چل رہے ہیں تو بہت drastic مسئلے ہوں گے۔ ہمیں پانی کا کچھ کرنا پڑے گا، جو ہم نے بڑے اور چھوٹے ڈیمز بنانے کا سوچا تھا، وہ بنانے پڑیں گے۔

انڈیا کی جو activities ہیں کشمیر میں خاص طور پر dam building کے حوالے سے اور خاص طور پر violations of the Indus Water Treaty کے حوالے سے، ان کو بڑے thorough طریقے سے check کرنا پڑے گا کیونکہ یہ سارے ایسے issues ہیں جو کہ ہمیں deal کریں گے۔ میرے خیال میں سب سے پہلا step ہے، reduction of population. بے شک آپ چین والی one child policy نہ لائیں لیکن کم از کم encourage کریں خاص طور پر rural areas کے اندر کہ population should be limited to a certain extent. اس کا جو دوسرا logical extension ہے اس پورے case کا کہ پھر آپ educate کرنا شروع کریں gross root levels پر اور آپ کے budget کا focus should be changed from a defence based budget to an education and development based budget.

تیسری جس امر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ feudalism کی جو basis ہے وہ تب تک challenge نہیں ہو سکتی جب تک آپ education grass root level پر نہیں لے کر آتے۔ This even more to Balochistan بلوچستان کے مسئلے کا حل، جہاں تک میرا opinion ہے،وہ یہ ہے کہ you need to stop talking with the tribal chiefs and you need to start talking with people who are involved in political activities in Balochistan. وہ لوگ جن کا feudal background rise کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ان کی political activities کی وجہ سے ہوا ہے، وہ پھر بھی آپ کی بات سننے، سمجھنے اور ماننے کو تیار ہوں گے مگر وہ لوگ جو ایک سرداری نظام کی پیداوار ہیں، بڑا مشکل ہو جائے گا کہ ان کو آپ convince کریں کہ وہ

اپنی power base کو let go کریں۔ ایک long term solution even feudalism جیسے problem کا بھی یہی ہے۔

آخری بات کہ آپ extremism کو کیسے counter کریں گے۔ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کے علماء کا role دو طرح کا رہا ہے۔ یا تو وہ بالکل radicalization کی طرف لے جاتے رہے ہیں عوام کو یا پھر وہ اتنے irrelevant issues کو discuss کرتے رہے ہیں کہ کیا یہ شرعی ہے یا وہ شرعی ہے، بالکل چھوٹی چھوٹی چیزوں کو discuss کرتے رہے ہیں اور کبھی انہوں نے population کو لاحق بڑے issues کو discuss نہیں کیا۔ اس کی وجہ سے کیا ہوا ہے کہ جو moderate علماء تھے وہ عوام کی نظر میں sideline ہو چکے ہیں، ان کی following reduce ہو گئی ہے اور جو radicals تھے، جو state کو اور constitution کو challenge کرتے ہیں، جو کہ لوگوں کو ایک Robin Hood image دیتے ہیں، ان کا buy in public میں زیادہ ہو گیا ہے۔ تو ہمیں علماء کو بھی mainstream میں لانا چاہیے اور اس امر کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ہماری جو total Islamic history ہے اس میں جو خلافتِ راشدہ ہے یا enlightened Caliphs تھے that is hardly 60-70 years of the entire Islamic history. اس کے بعد سے جدی پشتی دونوں اہلِ تشیع کی بھی جو عباسی خلافت ہے اور جو اموی خلافت ہے، دونوں parallel میں چلی ہیں اور ان دونوں میں باپ کے بعد بیٹا حکمران بنا ہے۔ مگر کبھی بھی بغاوت کو encourage نہیں کیا گیا۔ بڑے فقہاء اور علماء گزرے ہیں دونوں schools of thought کے اندر، مگر انہوں نے کبھی بھی open rebellion کو یا taking up of arms against the establishment کی حمایت نہیں کی کیونکہ جب تک ملک کا سربراہ وہ in theory اللہ اور اللہ کے قانون کے خلاف بغاوت نہیں کرتا تو کسی بھی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس حکومت کے خلاف ایک military جدوجہد کا آغاز کرے۔ ٹھیک ہے social reform ہونا چاہیے اور وہ reform اگر religious ہے تو آپ democratically اس کے لیے struggle کریں جس طرح ہماری چند religious جماعتیں کرتی آئی ہیں اور جو اسلامی نظریاتی کونسل ہے اور یہ جو دوسرے constitutional avenues ہیں religion and politics کو channelize کرنے کے لیے، ان channels کا استعمال کیا جائے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جو ہمارے علماء ہیں اور خاص طور پر جو ہمارے moderate علماء ہیں یا وہ علماء ہیں جو اس بات کو سمجھتے ہیں اور جو کسی agencies یا ایک خاص decade کی یا ایک جہادی movement کی پیداوار نہیں ہیں، ان کو encourage کیا جائے، ان کی credibility بڑھائی جائے اور لوگوں کو aware کیا جائے کہ ان کی history کیا ہے۔ جب تک آپ اپنی history سے aware نہیں ہوں گے، جب تک آپ کو پتا نہیں ہوگا کہ آپ کدھر سے آئے ہیں، تو going forward is going to be impossible. I hate to admit it مگر بہت ساری چیزوں پر جہاں میں زاہد حامد صاحب سے اختلاف کرتا ہوں، ایک بات جس سے میں بالکل agree کروں گا یہ ہے کہ the first step towards solving any problem is getting a sense of direction. ایک کشتی اپنی منزل پر اس وقت تک پہنچ ہی نہیں سکتی جب تک اس کا compass صحیح نہ ہو۔ Compass ٹھیک کرنے کے لیے جہاں اقبال ایک option ہیں، جہاں قائدِاعظم کی secular ideology ایک option ہے، جہاں دوسرے لوگ ہیں جو ہماری history میں گزرے ہیں، سرسید احمد خان اور دوسرے، ہمیں اپنی history explore کرنی چاہیے، ایک mass buoying create کرنا چاہیے کہ where is it that we want to go. اس کا علاج یا یہ ascertain کس طرح کیا جائے گا، یہ ascertain اس طرح کیا جائے گا کہ ہمارے پاس ایک executive council ہونی چاہیے جس میں میڈیا کے لوگ بیٹھے ہوں، جس میں آپ کے تعلیمی اداروں کے لوگ بیٹھے ہوں، جس میں آپ کی political parties کے لوگ بیٹھے ہوں، جس میں آپ کے students کے نمائندے بیٹھے ہوں، جس میں آپ کے professions کے نمائندے بیٹھے ہوں، lawyers کے نمائندے ہوں، doctors کے نمائندے ہوں اور یہ سب ایک consensus پر پہنچیں کہ where is it that want to take this country and these results should then be disseminated into the larger society which is one way forward. اور یہ ایک اتنا impossible model نہیں ہے، ہم نے یہ چیز آئرلینڈ میں ہوتے دیکھی ہے کہ جب IRA کی movement کے بعد جب Britain کا hold Ireland پر کم ہونا شروع ہوا تو the Irish people actually sat down together and they wanted to decide کہ جب ہمیں برطانیہ سے آزادی مل جائے گی تو ہم نے کہاں جانا ہے، ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں ایک broad scale representation ہوئی تھی جس میں پھر میڈیا نے اپنا کردار ادا کیا تھا، تعلیمی اداروں نے اپنا کردار ادا کیا تھا، ان کے جو Catholic اور Protestant Church leaders ہیں، انہوں نے اپنا کردار ادا کیا تھا۔ تو اس طرح کی مثالیں موجود ہیں۔

آپ کو ایک national interest sell کرنا پڑے گا ان تمام major segments of the society کو اور اس کے بعد ہی آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔ سب سے بڑی افسوس کی بات یہ ہے کہ امید آپ کے پاس تب ہوتی ہے جب وہ لوگ جو کہ captain of the ship ہوں، آپ یہ کہہ سکیں کہ ان کا interest is tied in with the interest of the country. جو captain of the ship ہے that has the mental ability to guide the ship جو currently نہیں ہے۔ اس صورتِ حال کے اندر، I think the reform needs to start from middle classes اور جتنے بھی major reforms ہیں دنیا کی تاریخ میں، they have been started by the middle classes اور یہ یوتھ پارلیمنٹ ہوگئی، اس طرح کے اور initiatives ہوگئے، media personnel ہوگئے، they all have their routes, fortunately in the middle classes. So, we are the people who need to build some networks together. ہم خیال لوگوں کوجمع کریں، ہر مکتبِ فکر کے لوگوں کو جمع کریں اور اس کے بعد کچھ concrete discussion کی outputs کو share کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ضمیر احمد ملک: جناب سپیکر! اگر مجھے ایک منٹ بولنے کا موقع دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی ضمیر صاحب۔

جناب ضمیر احمد ملک: میں یہ کہوں گا کہ ویسے تو 2020 کی بات ہو رہی ہے اور 2020 بھی چل رہا ہے اور vision 2020 کی بات ہو رہی ہے، تو دو صوبوں میں آگ لگی ہوئی ہے اور ہم 2020 کا سوچ رہے ہیں۔ جیسے بھائی نے بات کی کہ بلوچستان کے بارے میں تو میں چاہوں گا کہ خرم دستگیر صاحب یہاں موجود ہیں اور ہماری اگلی صرف ایک resolution رہ جائے گی، تو میں یہ چاہوں گا کہ جو مسلم لیگ (ن) نے ایک کمیٹی بنائی ہے بلوچستان issue پر، اس میں شاید خرم دستگیر صاحب بھی ہیں، یہ ہمیں بتائیں کہ اس کمیٹی کا کیا مقصد ہے اور کس طرح یہ بلوچستان issue tackle کریں گے کیونکہ بلوچستان میں ایک آگ لگی ہوئی ہے----

(ڈیسک بجائے گئے)

دوسرے صوبوں کو جس طرح کا کردار پیش کیا جا رہا ہے اور خاص طور پر مسلم لیگ (ن) جس کو پنجاب سے مینڈیٹ ملا ہے، یہ جا کر بلوچستان میں بیٹھے گی تو ظاہر سی بات ہے وہاں یہ بھی ایک آواز آ رہی ہے کہ پنجابی نے ہمارا حق مارا ہوا ہے۔ اس لیے اگلی resolution میں، میں چاہوں گا اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمیں اس کمیٹی کے بارے میں تھوڑا brief کریں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ ضمیر صاحب۔

We would request the honourable speaker to speak but we have to put this suggestion to the Secretariat who will request the speaker to talk about it if he seems fit but you will be given the revised orders of the day by the Secretariat and according to that, we will have another resolution and a calling attention notice. But then we will put forward your suggestion to the Secretariat and we will request them whatever they seem fit. Anybody else? Ahmed Noor sahib.

جناب احمد نور: محترمہ سپیکر! ابھی تو یہ confirm نہیں ہوا کہ یہ جو وقار نئیر صاحب نے جو چیز پیش کی ہے اور جس پر discussion ہو رہی ہے، یہ resolution ہے یا motion ہے، آپ نے کہا کہ بعد میں بتائیں گے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جناب، انہوں نے کہا کہ actually, this is the motion and I mention it کہ ابھی ہمارا motion ہے جس پر بحث ہو رہی ہے and we will forward it to the Youth Affairs Committee as and if they can work out a report on it but this is a motion which is under discussion.

جناب احمد نور: محترمہ سپیکر! وقار نئیر صاحب نے بہت اچھی suggestion دی کہ ہمیں کس طرح کی direction چاہیے، ہمیں کون سا راستہ follow کرنا چاہیے۔ آیا ہمیں صوفی محمد کا پاکستان چاہیے یا کوئی liberal fascist جس طرح حامد میر ایک term use کرتے ہیں، آیا وہ پاکستان ہمیں چاہیے یا ہمیں قائدِاعظم کا پاکستان چاہیے۔

محترمہ سپیکر! مسئلہ اسی وقت پیدا ہوا جب 1948ء میں قائدِ اعظم کے بعد جب ہم نے religious یا extremist group کو as an asset use کیا اپنی فارن پالیسی کی promote کرنے کے لیے۔ اسٹیبلشمنٹ اور گورنمنٹ نے کسی جگہ پر ایچی سن کالج قائم کیے، اس طرح standard education institution وہاں پر دے دیے اور کہیں پر مدرسے قائم کیے۔ اِدھر scientist بن رہے تھے، یہاں پر doctors بن رہے تھے جبکہ وہاں پر مجاہد بن رہے تھے۔ اس لیے یہ بیماری آج کی نہیں ہے، یہ 1947 سے لے کر آج تک کی ہے اور حکومتوں نے ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت ان لوگوں کو create کیا ہے۔ سی آئی اے کے funds اس میں استعمال ہوئے ہیں، افغانستان میں proxy war ان لوگوں کے ذریعے لڑی گئی۔ کشمیر میں اور 1965 کی جنگوں میں غیر فوجیوں کو استعمال کیا گیا اسی بنیاد پر کہ اسلام کو خطرہ ہے، مسلمان کو خطرہ ہے۔ اسلامی بھائی چارہ، Muslim brotherhood کے نعرے اس وقت لگ رہے تھے اور ان لوگوں کو آپ train کر رہے تھے۔ تو بات یہ ہے کہ یہ لوگ robots تو نہیں ہیں، human beings ہیں انسان ہیں، ان کی اپنی بھی ایک thinking ہے۔ ساٹھ سالوں میں آپ نے اس پر investment کی، مدرسوں میں ایک plan کے ذریعے ان کو پڑھایا، ان کو مجاہد بنایا، تو آج اس کو گولی کے ذریعے ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔

محترمہ سپیکر صاحبہ! صوفی محمد کون تھا۔ 1995 ء اس نے جو کچھ مالاکنڈ میں کیا، جو bloodshed ہوا شریعت کے نام پر، اس وقت وہ ایک قسم کا criminal بن گیا۔ اس کے بعد اس کو چھوڑا گیا۔ پھر 2001ء میں دس ہزار پاکستانیوں کو لے کر افغانستان میں مروایا۔ پھر وہاں سے بھاگ کر واپس آیا۔ آپ نے اسے یہاں جیل میں ڈال دیا۔ ابھی آپ نے اسے جیل سے رہا کیا اور اس کو ایک important task دیا جس کی وجہ سے سوات معاہدہ ہوا۔ ابھی سوات معاہدہ کو ہوئے تین مہینے بھی نہیں ہوئے کہ آپ اس کو ختم کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ ابھی تو وہ شریعت کے مطالبے سے بھی آگے جا کر democracy کے خلاف statements دے رہا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ صوفی محمد کو آپ نے رہا کیوں کیا؟ اتنا important task آپ نے کیوں دیا؟ آیا اس میں گورنمنٹ کی اپنی کوئی game تو نہیں؟ ابھی صوفی محمد کی statement پر غریب لوگوں کا خون بہایا جا رہا ہے۔ اس نے تو اب democracy کو completely deny کیا ہے، اس کی statement کو ماننے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں۔ میں بھی نہیں اور پوری دنیا بھی نہیں۔ اس base پر آپ سارے علاقے کو کیوں بارود سے اڑا رہے ہو؟ صوفی محمد کی statement کو آپ اتنا serious کیوں لے رہے ہو، ہم کیوں اس کو اس فورم پر discuss کر رہے ہیں اور ایک ہیرو کے طور پر پیش کر رہے ہیں، میڈیا صوفی محمد کے پیچھے لگا ہے۔

محترمہ سپیکر صاحبہ! Solution یہ ہے کہ لوگوں کو education دی جائے، ان کو political awareness دی جائے اور یہ جو discrimination ہے ایک جگہ پر مدرسے قائم کیے گئے ہیں اور دوسری جگہ standard educational institutions ہیں، اس کو ختم کیا جائے۔ ایک evolutionary process کے ذریعے ہم اس کو ختم کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے ذہنوں میں جہادی کلچر رچ بس گیا ہے، آپ اس کو گولی سے نہیں اڑا سکتے، اس کے لیے دوسرے طریقے استعمال کیے جائیں، وہاں پر gross root level پر تعلیم دیں، وہاں پر لوگوں کو motivate کریں، political system کو وہاں پر develop کریں اور اس policy کو ختم کریں کہ جہادی کو ہم ایک important asset کے طور پر use کریں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request you to be a bit more focused on the topic that is being discussed i.e. where do you see Pakistan in 2020. These are also critical issues but it is better that instead of condemning people, we come up with suggestions and where do we forecast Pakistan to be in the current scenario and what steps could be taken that it is in a much better position in 2020. Abdullah Zaidi sahib.

Mr. Abdullah Zaidi: Thank you. Madam Speaker, first of all I must applaud the parliamentarian's motion
کہ انہوں نے ideology کے اوپر بات کی اور واقعی بات ہے ابھی تک direction بن نہیں پا رہی۔ I will start by the name itself, Islamic Republic of Pakistan, the word 'Islamic' and the word 'republic'. Actually کچھ لوگ تو contradict بھی کرتے ہیں کیونکہ republicanism کی تھوڑی سی secular inclination ہوتی ہے modern republicanism کی۔ اب جب ایک ایسی society یا ایسا ملک وجود میں آئے گا جو مسلمانوں کے حقوق کے لیے بنا ہو تو اس کے اندر ایسے حلقے ضرور پائے جائیں گے جو کہ اس طرف rightist pull کریں گے اور کہیں گے کہ شریعت کے لیے بنا تھا اور ایسے حلقے بھی پائے جائیں گے جو قائدِاعظم کے character کی بنا پر، ان کے secular character کی بنا پر کہیں گے کہ یہ ملک ایک secular ریاست بنا تھا۔ یہ ایک pluralism ہے۔ جو بات میں کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان نے کم از کم اپنی moderate identity retain کی ہے ان ساٹھ سالوں میں جو نہ secular ہے اور نہ theocratic ہے۔

اب پاکستان میں افغانستان کی طرح women driving license دیے جاتے ہیں، افغانستان میں نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک secular ریاست کی طرح اگر ایک حلقہ کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ میری مثال بہت ہی غلط ہے، اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ایک nudist beach بنانا ہے، تو وہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم ایک secular ریاست نہیں ہیں۔ ہم ایک moderate Islamic ریاست ہیں۔ یہ جو ابھی نئی wave آئی ہے، نظام عدل آیا ہے، it is only legal as per the constitutional amendments made by Zia-ul-Haq. اور جب ہم کہتے ہیں کہ پاکستان بنا تھا اور اس میں جو religious جماعتیں تھیں ہند کی، انہوں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی تھی، انہوں نے بالکل oppose کی تھی یہ بات۔ شاید یہ ایک بہت بڑی assumption ہے، ایسا ہوا بھی نہیں تھا، قائدِاعظم religious جماعتوں کے پاس گئے بھی تھے، ان سے مدد بھی مانگی تھی اور اس پر باقاعدہ بہت literature موجود ہے کہ مذہبی جماعتوں نے کس طرح سے مدد کی۔میرا مدعا یہ ہے کہ یہ جو pluralism ہے اس سے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ Moderate identity ہم نے retain کی ہے۔ Confusion آ گئی ہے دنیا کے dynamics کی وجہ سے لیکن یہ moderate identity ہے جس پر ہم نے focus کرنا ہے۔

میں آخر میں suggestion یہ دوں گا کہ اس کے اوپر پاکستانی textbooks میں جو curriculum ہے، اس کو ضرور revise کیا جائے کہ ہماری ideology کیا ہے، ہمارا آگے کے لیے vision کیا ہے۔ بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We will adjourn this session for lunch and prayers and we will meet back at 2:30 insha-Allah.

(The House was adjourned for lunch/Zuhar prayers break)

(After lunch/Zohar prayers, the session started with Miss Kashmala Khan Durrani, Deputy Speaker in the Chair)

Madam Deputy Speaker: We were in middle of a Motion before we adjourned this session for lunch and prayers break. I would want to know if you want further discussion on that Motion or we move to the other item on the agenda today. Anybody who would like to speak on that topic?

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: Madam Speaker, just a point.
میرے خیال میں اس پر اگر consensus build ہو جائے کہ ایک body ضرور بنانی چاہیے as the honourable member suggested جو سیدھے سیدھے define کریں اور پھر ہم اس سے stick کریں۔ اس پر consensus ہو جائے House میں تو then we can move on.

Madam Deputy Speaker: Anybody else who would like to add something?
سفیان صاحب! پہلے ضمیر صاحب بول لیں، پھر آپ کی باری ہے۔ جی۔

جناب ضمیر احمد ملک: یہ ذرا واضح کر دیں کہ کس پہ consensus ہونا چاہیے کیونکہ ان کی تقریر بہت مبہم تھی۔ اس سے پہلے جو بات چل رہی تھی، میں عبداللہ زیدی بھائی سے پوچھوں گا۔۔۔۔۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سفیان صاحب اپنی بات کر دیں پھر ہم mover of the Motion سے اس کی clarification لے لیں گے۔ جی سفیان صاحب۔

Mr. Sufian Ahmad Bajar: On the motion, I would like to raise just two aspects of that.
پہلا یہ ہے کہ اگر 2020 میں پاکستان کو ایک democratic country ہونا ہے تو جو primarily چیز چاہیے وہ یہ ہے کہ جتنی بھی parties ہیں، ان میں democracy آنا بہت ضروری ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اگر ان میں democracy نہیں آئے گی، تو I don't see Pakistan as a democratic country in 2020. اب جتنی بھی parties ہیں، پیپلز پارٹی ہوگئی، اب ایک 18 سال کے بچے کو آپ نے پارٹی لیڈر بنا دیا ہے، honesty دیکھ کر ہنسی آتی ہے۔

جناب ضمیر احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر، میڈم سپیکر صاحبہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب! Personal criticism نہ کیجیے گا مہربانی کر کے۔

جناب ضمیر احمد ملک: نہیں میں personal criticism نہیں کر رہا، میں ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں سیاسی جماعتیں ہوتی ہی نہیں ہیں، مطلب عرب ممالک میں، کیا انہوں نے ترقی نہیں کی؟ کیونکہ یہاں بات ہو رہی ہے جمہوریت کی، internal جمہوریت کی، تو جہاں جمہوریت ہے ہی نہیں، کوئی تصور نہیں ہے، وہاں پر بھی تو development ہوئی ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب سفیان احمد بجار: میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ 2020 میں اگر آپ کو جمہوریت چاہیے۔۔۔اگر نہیں چاہیے تو ٹھیک ہے۔ آپ political system change کر دیں، کوئی dictatorial system لے آئیں، کوئی kingship لے آئیں یا کوئی اور چیز لے آئیں۔ اس بات سے تو ضمیر بھی agree کرے گا کہ democracy ہونی ہے تو پھر 18 سال کا بچہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح میں صرف پیپلز پارٹی کو criticize نہیں کروں گا، آپ (ن) لیگ میں دیکھ لیجیے، خوجہ سعد رفیق ایک بہت اچھا بندہ ہوگا، I personally like him لیکن خواجہ سعد رفیق کی بیوی MNA ہے اور بھائی MPA ہے پنجاب اسمبلی میں، ان دونوں کا کیا کمال ہے۔ خواجہ سعد رفیق اچھا انسان ہے، اسی طرح I can quote million of examples. لاہور میں (ن) لیگ کی leadership کے پاس personal رشتہ دار کتنے ہیں اور اسی طرح کتنی ہی families پارلیمنٹ میں آتی ہیں۔ اسی لیے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر 2020 میں پاکستان میں democracy ہونی ہے تو جتنے بھی یونین کونسل لے کر town and city and district آپ کو democratically لوگ select کرنے پڑیں گے۔ آپ کو لاہور میں posters نظر آئیں گے، پچاس سال کا بابا ہے اور نیچے لکھا ہوگا 'صدر یوتھ ونگ'۔ وہ کیسے ہو سکتا ہے یوتھ لیگ کا صدر، honestly مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے۔

Secondly, I would like to say as Essam was giving an opinion that for 2020 and for the next five years, in a committee we can decide and give recommendations that what policies should Pakistan follow. Thank you.

جناب عمیر فرخ راجہ: محترمہ سپیکر صاحبہ! اگر آپ کی اجازت ہو تو اس پر کچھ بولنا چاہوں گا۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی بولیے۔

جناب عمیر فرخ راجہ: وژن 2020 کی بات ہوتی ہے تو میں کہوں گا کہ پاکستانی قوم بنیادی طور پر جذباتی اور جوشیلی قسم کی قوم ہے۔ ہم لوگ ہوش کے بجائے جوش سے زیادہ کام لیتے ہیں۔ ماضی سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ ہم ہمیشہ دوسروں کے مفادات کی خاطر کھیلتے آئے ہیں، ان کے ہاتھوں میں کھلونا بنتے آئے ہیں۔ ہم نے اپنے مفادات، اپنی الگ شناخت، اپنے تشخص کو برقرار نہیں رکھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اور دوسری طاقتوں کی ضروریات اور ان کے مفادات کے ساتھ ساتھ، ہم اپنی شناخت بدلتے رہے ہیں اور اب صورتِ حال کچھ ایسی ہے کہ دوسروں کی جنگیں، دوسروں کے طے کردہ لائحہ عمل ہم لوگ پورے کر رہے ہیں، نقصان ہم لوگ اٹھا رہے ہیں اوراس کے results ہمارے اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے ہیں۔ ابھی وقت آگیا ہے کہ ہم لوگ define کریں کہ ہماری اپنی پوزیشن کیا ہونی چاہیے، ہم لوگ اپنے لیے خود کیا چاہتے ہیں۔ ہم وہی کریں جو ہمارے حق میں بہتر ہو بجائے اس کے کہ ہم وہ کریں جو دوسرے ہم سے کروانا چاہتے ہیں جس طرح کہ ہمارے پرانے لوگ کرتے آ رہے ہیں۔ اگر ہم نے change نہ کیا تو ہم آئندہ بھی یہی کرتے جائیں گے۔

بچپن سے ہم لوگ یہی سنتے آ رہے ہیں کہ جو پچھلی generation ہے وہ پاکستان کے حالات change کرنے میں ناکام ہو گئی ہے، ابھی تمام نظریں اگلی generation کے اوپر ہیں، آپ لوگوں کے اوپر ہیں، آپ لوگ قومی دھارے میں آئیں اور آپ لوگ آکر سارے حالات سنواریں۔ ہم لوگ جو وژن visualize کرنا چاہ رہے ہیں، جو ہم لوگ devise کرنا چاہ رہے ہیں، وہ ایک طریقہ کار ہے، ایک لائحہ عمل ہوگا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی پوزیشن ضرور define کریں اور ہمیں یہ چیز clearly define کرنی چاہیے کہ ہم لوگوں کا اگلے پانچ دس سالوں میں یہ goal ہے، یہ objective ہے اور ہم نے اس سے انحراف نہیں کرنا۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ planning کر لیتے ہیں، منصوبے بنا لیتے ہیں، سب کچھ کر لیتے ہیں لیکن ہم لوگ ان کو implement کرنے سے قاصر ہیں۔ جنوبی کوریا ہمارا پانچ سالہ پروگرام 1980 کی دہائی میں لے کر جاتا ہے اور وہ ہم سے کہیں آگے پہنچ گیا ہے اور ہم لوگ اپنا پانچ سالہ منصوبہ خود ہی implement کرنے سے قاصر ہیں۔ ان تمام وجوہات اور حالات پر ہمیں غور کرنا چاہیے اور مزید غلطیاں یا بے وقوفیاں کرنے کی بجائے اب ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Hamid sahib will speak and then Essam sahib, you will speak. We will get the clarification from Waqar Nayyer sahib and then Leader of the House will give his comments about it.

جناب محمد حامد حسین: محترمہ سپیکر! بہت شکریہ۔ یہاں بات ہوئی کسی ملک کو ideal بنانے کی تو محترم ضمیر صاحب نے کہا کہ عرب ممالک میں ترقی ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ وہاں کی ترقی صرف ایک 'oil element' کی بدولت ہے۔ جس دن ان کا oil ختم ہوگا، وہ اسی دن collapse کر جائیں گے۔ تو kindly آپ اس طرح کے normative اور اس طرح کی vague role model بنانے کی بجائے جس democracy کو ہم نے follow کیا ہے اور long term بات کی سفیان بجار نے اور اچھی طرح وضاحت کر دی کہ کس طرح ہم آگے کی طرف دیکھنا چاہتے ہیں، 2020 اور 2050 کی طرف ہم جانا چاہیں گے۔ تو ہم ان ممالک کو ideal بنائیں گے جہاں پر democracy کو strengthen کیا جاسکے نہ کہ صرف ایک element یعنی oil یا کسی بھی اور element پر ہمارا انحصار ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Essam Rehmani.

جناب محمد اعصام رحمانی: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ ہم لوگ بات کر رہے ہیں 2020 کی، خواب میرے بھی بہت سارے ہیں 2020 میں کیا دیکھنا چاہتا ہوں، میں پاکستانیوں کو ایک اچھا انسان دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے gold reserves صحیح طریقے سے extract ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارا coal استعمال کیا جائے energy production میں، یہ نہیں کہ import کیا جائے۔ خواب ہم ساروں کے بہت سارے ہیں اور اچھے ہی ہیں because nobody likes to have bad dreams. مگر اس کی implementation کی بات کرنی چاہیے، ہم لوگوں نے misunderstood کیا ہے وقار کو۔ میں نے ان کو بہت appreciate کیا ہے کہ he talked about a direction plan. Direction plan کی یہ importance ہے کہ پچھلی حکومتیں جو گزریں، وہ ہم لوگوں کو پانچ سال کا ایک direction plan دیتے تھے کہ اگلے پانچ سال یہ direction ہے۔ اب اس direction میں جو بھی چیز آتی تھی وہ بے شک صوفی صاحب آئیں یا زرداری صاحب آئیں، you have to overcome

that. There was a direction, there was an aim. This Government did not give any direction plan. اب چونکہ we are the future of Pakistan تو ہم لوگوں نے اس مستقبل کو secure کرنے کے لیے کیا کرنا ہے۔ I will ask the Prime Minister, I will give five candidates from the Green Party side, we will have five candidates from Blue Party ہم لوگ بیٹھ کر ایک direction plan بنا کر اس گورنمنٹ کو دیتے ہیں کہ this should be your direction plan. اگلے پانچ سالوں کا direction plan. تو we will give five people each, this is something that we can do. Let's see that what we can do for the 2020.

Madam Deputy Speaker: Thank you Rehmani sahib. We recognize the presence of honourable Anosha Rehman who is politically affiliated with PML (N) and she is also an MNA, she is now the Advisor to the Green Party, the party in opposition. Thank you very much for coming in Madam. Honourable Waqar Nayyer, if you could kindly wrap it up before we ask the Prime Minister to make his speech.

جناب وقار نئیر: شکریہ محترمہ سپیکر۔ دوبارہ سے تھوڑا سا wrap up کرنا چاہوں گا جو major points میں نے raise کیے تھے جس میں سب سے important یہی تھا کہ we need a sense of direction اور اس sense of direction کو achieve کرنے کا میرا ایک simple سا proposition تھا کہ ایک broad based کمیٹی یا ایک body یا ایک voluntary board بنایا جائے،
whatever you want to call it which should have representation from all major segments of society, doctors, engineers, teachers, students, ulema, fuqaha from both Ahle-e-Tashih and Sunni points of views and any other minorities that live in Pakistan.
جس طرح 73ء میں ہم نے Constitution بنایا تھا اس طرح ضرورت ہے اپنا عہد revise کرنے کی، دوبارہ سے سب کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آگے without a sense of direction, without presenting a united front to all our problems, progress seems impossible. مجھے یقین ہے کہ وہ باڈی جب بیٹھے گی تو جس طرح یہاں بات ہوئی ہے، اس کی recommendations میں democracy within parties بھی شامل ہوگی، اس کی recommendations میں building important dams بھی شامل ہوگا، اس کی recommendations میں budgetary allocations to vital public sectors بھی شامل ہوگا۔ یہ سب چیزیں ہر ایک کو پتا ہے کسی نہ کسی level پر اور جو experts ہیں ان کو زیادہ بہتر طریقے سے پتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک پلیٹ فارم ہو جہاں پر یہ سب چیزیں open میں آئیں اور پھر میڈیا سے اس کا ایک buy in بھی کروایا جائے nation کو تاکہ یہ translate in the longer term کریں into something productive. اس کا ایک بڑا simple سا next action step میں اگر propose کروں پرائم منسٹر صاحب کو تو وہ یہ ہوگا کہ there is also another Youth Parliament going on which is managed by Ibrar-ur-Haq, if we can somehow contact some of the people from Youth Parliament also and also bring them in or we include the more people into this movement and we try and snowball it to the maximum possible تو وہ اتنا بہتر ہوگا۔ اگر ان کو بھی on board لیا جائے اور اس طرح کے اور بھی اداروں اور لوگوں سے رابطہ کیا جائے کیونکہ دیکھیں change is coming to this country, one way or the other, whether we like it or not, whether it is going to be a religious change or whether it is going to be a social reform or something else, the way things are going right now, they will not go on for long. اس لیے تبدیلی precipitate ہو رہی ہے different levels پر، different pockets میں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان pockets کو ایک direction دی جائے، اس change کو coordinate کیا جائے تاکہ اس کے French Revolution results کی طرح یا Iranian Revolution کی طرح کے یا even افغان طالبان takeover کی طرح کے نہ ہوں، بلکہ ایک progressive change آئے۔ ایک ایسا change آئے جس سے عام عوام کو بھی benefit ہو، جس سے ملک کو بھی فائدہ ہو اور جس سے اس پورے خطے کے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ All we need to do is have a coordinated change. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the honourable Prime Minister to conclude this Motion.

جناب احمد علی بابر (وزیراعظم): شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ یہاں پر جناب وقار نئیر نے جو Motion اس House کے سامنے رکھی ہے، اس کے اندر یہ ہے کہ ہم different topics کے اوپر بات کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ جس میں all comprehensive چیز ہو اور باقی سارے issues کو جو پاکستان کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھتے ہوں، ان کو deal کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک direction نہیں ہوگی، تب تک چاہے ہمارے پاس border crisis ہو، employment کا issue ہو، فوج کے بجٹ کا کوئی problem ہو، پاکستان کا کوئی بھی issue ہو، وہ direction کے بغیر solve نہیں ہوسکتا۔ سب سے پہلے ہمیں اس effort کو applaud کرنا چاہیے کہ ہماری پارلیمنٹ میں یہ effort سامنے آئی ہے۔

اس کے بعد میں تمام اراکین کا چاہے وہ Green Party کی طرف سے ہیں یا چاہے وہ Blue Party کی طرف سے ہیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ ایسی diverse debate ہمارے سامنے آئی ہے جس میں ہر topic اور ہر issue کے اوپر diversion views ہیں اور ہر ایک نے اپنے لحاظ سے، اپنا best possible طریقہ بتایا ہے کہ کسی خاص issue کو solve کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے۔

محترمہ سپیکر! Leader of the Opposition کی یہ اچھی suggestion ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے لیکن ہمارے پاس جو Committee for Youth ہے جس کو محترمہ ماریہ اسحاق chair کر رہی ہیں اور جس کی منسٹر محترمہ حرا بتول رضوی ہیں، ان کے پاس ابھی تک کوئی چیز refer نہیں ہوئی۔ میں چاہوں گا کہ ایسی ایک کمیٹی جس میں ابھی Green Party کی representation بھی موجود ہے اور Blue Party کے اراکین بھی موجود ہیں، اس کو refer کی جائے تاکہ وہ اس پر کام کریں اور اگلے session کے اندر ہمارے تمام اراکین کا collective point of view ہو کہ پاکستان کو ایک direction جو 2020ء میں دی جانی چاہیے وہ کہاں سے start ہو، کدھر جائے اور اس کو وہاں پر لے کر جانے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے۔ تو یہ میں refer کروں گا اس کمیٹی کو تاکہ ہمارے پاس اس کے اوپر ایک comprehensive report آ سکے۔ بہت شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you very much. The next item on the agenda today is a resolution by Mr. Niaz Mustafa.

Mr. Muhammad Essam Rehmani: The Resolution would be moved by Umair Farrukh Raja since Niaz Mustafa is not here.

Madam Speaker: Ok.

جناب عمیر فرخ راجہ: محترمہ سپیکر صاحبہ! بہت شکریہ۔ پارٹی میں مشاورت کے بعد ہم لوگ اس بات پر متفق ہوئے ہیں کہ ہم اس resolution کو motion کی شکل دیں اور اس کی wording تھوڑی سی تبدیل کی ہے، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

Madam Speaker: Sure. Umair sahib, read it out to the parliament and then please forward that amended motion to the Secretariat.

<u>Motion: Laws for Feudalism and Wadera Shahi system in Pakistan</u>

Mr. Umair Farrukh Raja: I move the following motion:

“This House may discuss the introduction of a new set of law for land reforms and its distribution among the general masses to end up feudalism and WADERA SHAHI system in Pakistan in order to implement and sustain result oriented democracy in Pakistan”.

جب پاکستان 1947 میں وجود میں آیا تو اس وقت یہ عام گمان کی جاتا تھا، قیاس آرائیاں ہوتی تھیں کہ پاکستان کی زیادہ تر دولت اور influence بیس بائیس خاندانوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جتنے بھی ہمارے حکمران آئے، جتنی parties برسراقتدار آئیں، سب نے یہی کہا کہ ہم سیاست کولوگوں کی بیٹھکوں سے نکال کر عوام کے پاس گلیوں میں لے جائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بھی پاکستان کے اوپر ایک minority elite class rule کرتی ہے جو masses کے لیے decisions لیتی ہے اور ان کو اپنے لحاظ سے چلا رہی ہے۔ جب ہم جاگیردارانہ نظام کی بات کرتے ہیں تو feudalism is a basic hurdle to development چاہے وہ education sector کے اندر ہو، چاہے وہ health reforms میں ہو، چاہے وہ کسی بھی قسم کی social development ہو، political reforms ہوں، اس کے اندر جاگیردارانہ نظام ایک بہت بڑا obstacle اور ایک بہت بڑا hurdle ہے۔

اگر ہمیں اپنے ملک میں صحیح معنوں میں جمہوریت لے کر آنی ہے اور ہمیں ترقی کرنا ہے تو ہمیں صحیح لوگوں کو منتخب کرنا پڑے گا۔ ایسے لوگ جو ہمارے اپنے ہوں، جو ہمیں صحیح طور پر اور صحیح معنوں میں represent کرتے ہوں نہ کہ وہ لوگ جو ہرگز ہم میں سے نہیں ہیں اور جن کو اس بات کا بھی ادراک نہ ہوکہ ملک کے زیادہ تر عوام غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، ان کو دو وقت کی روٹی نصیب نہیں ہے۔ ایسے لوگ برسراقتدار آ جاتے ہیں، ایسے لوگ ایوانوں کے اندر آ کر بیٹھ جاتے ہیں جن کو اپنے kitchen کا budget تک معلوم نہیں ہوتا اور وہ ملک کا بجٹ بنانے اور economic reforms لانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس motion کا مقصد یہ ہے کہ پورا ایوان، سارے Youth Parliamentarians ایک مثبت اور تعمیری سوچ کے ساتھ اس کے اندر contribute کریں اور اپنی اپنی suggestions اور آراء دیں۔ ہم لوگ reforms کا ایک ایسا جامع set بنا سکیں جس کے تحت ہم لوگ اس جاگیردارانہ نظام سے نجات پائیں۔ اصلی طاقت عوام اور لوگوں کے ہاتھوں میں آئے تاکہ وہ جو کرنا چاہتے ہیں، وہ ان کو ملے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ جاگیردارانہ نظام کو ختم کرو، اس کو abolishکرو اور لوگوں کو empower کرو، یہ کہنا آسان ہے لیکن کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ ایک ایسا ناسور ہے جو اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر چکا ہے کہ اس کو جڑ سے اکھاڑنا ہمارے لیے بہت مشکل ہوگا۔ لیکن ہمیں try کرنی چاہیے کیونکہ اگر آپ نے جاگیردارانہ نظام کو beat کرنا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ آپ تعلیمی اصلاحات پر زور دیں تو آپ جاگیردارانہ نظام کو beat کریں گے، لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت گورنمنٹ کے اندر زیادہ تر لوگ جو بیٹھے ہیں وہ یا تو زمیندار ہیں یا وڈیرے ہیں، یا بڑے جاگیردار ہیں تو policy بھی انہوں نے ہی بنانی ہے، laws بھی انہی نے implement کرنے ہیں، جب وہ خود ہی اپنے علاقے کے اندر ترقی نہیں چاہیں گے، خود ہی اپنے علاقے کے لوگوں کے اندر شعور نہیں پیدا کرنا چاہیں گے، ان کو تعلیم نہیں دینا چاہیں گے کیونکہ ان کو خطرہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے پاس شعور آ گیا، ان لوگوں کے پاس تعلیم آ گئی تو شاید وہ لوگ ان کو آنکھیں بند کر کے ووٹ نہ دے سکیں۔ ہاریوں کے پاس power آ جائے گی، مزارعوں کے پاس power آ جائے گی۔ اس بات کا بھی ان کو یقیناً ڈر ہے کہ ان کی اپنی کرسی، ان کا اپنا اقتدار ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔

ایک واقعہ میں یہاں پر quote کرنا چاہوں گا، قدرت اللہ شہاب ہمارے ایک بہت معروف bureaucrat گزرے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب شہاب نامہ کے اندر ایک واقعہ quote کیا ہے۔ اپنی مدتِ ملازمت کے دوران وہ ایک دفعہ جھنگ کے اندر ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر تعینات تھے۔ ان کے پاس ایک زمیندار آیا۔ زمیندار نے کہا کہ جی میں آپ کو fully sponsor کروں گا، میں fully ایک project کو finance کروں گا، آپ ایسا کریں کہ اس علاقے کے اندر لڑکیوں کا ایک سکول قائم کردیں۔ قدرت اللہ شہاب بڑے حیران ہوئے اور انہوں نے اس بات کو بہت سراہا اور surprise ہوئے کہ ایک زمیندار ان کے پاس آ کر خود کہہ رہا ہے کہ یہ پراجیکٹ شروع کریں۔ انہوں نے حامی بھر لی اور project کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ دو تین دن کے بعد ان کے پاس اسی علاقے کا ایک اور زمیندار آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے جو آپ میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں، کیا ظلم میں نے آپ کے ساتھ کر دیا ہے جو آپ میرے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کر رہے ہیں، اس دشمنی کی وجہ کیا ہے؟ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں

نے کہا کہ جس علاقے کے اندر وہ زمیندار آیا تھا، وہ اصل میں میرا علاقہ ہے اور وہ میرے علاقے کے اندر سکول بنانا چاہتا ہے، ترقی کروانا چاہتا ہے تاکہ میرے علاقے کے لوگ باشعور ہو کر مجھے ووٹ نہ دیں، مجھے اقتدار سے ہٹا دیں اور ان کو اتنی عقل آ جائے کہ ان کو خود پتا لگ جائے کہ ان کے حق میں کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔ زمیندار نے الٹا شہاب صاحب کو خود offer کی کہ آپ ایسا کریں کہ دوسرے زمیندار کے علاقے میں میرے پیسوں سے ایک سکول کھول دیں۔

بات یہ ہے کہ ہمارا elitist طبقہ اور جو لوگ اقتدار میں بیٹھے ہیں ان کی سوچ کا ایک رخ یہ بھی ہے۔ تو ہمیں ایسی چیزیں devise کرنی چاہییں اور ہمیں ایک ایسا plan formulate کرنا چاہیے کہ جس کے تحت masses کی بہتری اور ان کی empowerment کس طریقے اور کس لائحہ عمل سے کرنی ہیں، یہ ہمیں devise کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس ایوان سے کہوں گا کہ بجائے criticism کرنے کے، تھوڑی سی مثبت سوچ سے اس کے اوپر suggestions دی جائیں تو بہت بہتر ہوگا۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Waqar Nayyer.

جناب وقار نئیر: بہت شکریہ محترمہ سپیکر۔ میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا اس motion کے حوالے سے، simply اتنا کہنا چاہوں گا کہ land reforms لانی چاہییں مگر land reforms کے لیے خالی law بنا دینا کافی نہیں ہے۔ آپ کو ان کو implement بھی کر نا چاہیے۔ بھٹو صاحب نے بھی land reforms کرنے کی کوشش کی تھی مگر ہوا یہ تھا کہ لوگوں نے زمینیں اپنے بھتیجوں اور اپنے رشتہ داروں کے نام کر کے وہ land reforms evade کر دیے تھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے آپ لوگوں کو ready کریں ان reforms کے لیے، پہلے آپ society کو اس level پر لے کر آئیں جہاں پر یہ reforms implement ہوسکیں، جہاں پر کوئی شخص اس constituency کا تیار ہو وڈیرے کے سامنے stand لینے کے لیے اور گورنمنٹ کے پاس آنے کے لیے کہ نہیں یہ جو property show کر رہا ہے، یہ اصل میں اس کے بھتیجے کی property ہے، یہ اس کا بھتیجا ہے جس کے نام پر اس نے زمین کی ہے۔ جب تک لوگ اس طرح کے سوال نہیں اٹھائیں گے، جب تک لوگوں کے اندر اتنا شعور اور اتنی جرأت پیدا نہیں ہوگی جو کہ تعلیم اور شعور سے آتی ہے تب تک محض ایک قانون بنا دینا اور اس کو constitution کے اندر add کر دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم احمد جاوید۔

جناب احمد جاوید: محترمہ سپیکر صاحبہ! شکریہ۔ میرا خیال ہے اس معاملے میں جو سب سے پہلی چیز recognize کرنے والی ہے، وہ یہ ہے کہ اس issue کے اندر تین major players ہیں اور ان تینوں کے interests کو in some way protect کرنا ہے کہ ہر کوئی اس land reform کے عمل کے اندر willingly participate کرے۔ جو تین players ہیں وہ (1) landlords, (2) government and (3) obviously farmers ہیں جو landless آپ کے peasants ہیں۔ اگر آپ کا landlords کی بات کریں تو بلاشبہ یہ سب سے بڑا impediment ہے towards any land reforms because landless farmers کا تو ظاہری بات ہے ایک benefit ہے اگر land کی redistribution ہوتی ہے اور گورنمنٹ کا بھی ایک obvious benefit ہے in terms of populous support as well as distribution of wealth. جہاں تک بات ہے landlords کی تو اس کے لیے we have to realize that this must be a gradual process that is not imposed on someone. It is something that should take place over a period of time through a set policy. جس پر عمل درآمد ہونا چاہیے اور اس time period کے اندر ان landlords کے پاس alternatives ہونے چاہییں، they should be given enough time to develop alternative sources to support or sustain their position or stature or whatever they believe is necessary.

اس میں سب سے پہلا step ہونا چاہیے targeting unused land کیونکہ ہم دیکھتے ہیں large land holdings کا پاکستان میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ there is a large proportion of land that remains unutilized because اس مخصوص جاگیردار کے لیے، اس کے پاس جتنی بھی زمین ہے اس کا اگر وہ 50% بھی کاشت کر رہا ہے، تو اس کےلیے وہ کافی ہے۔ باقی 50% unused رہے گا۔ اس unused land کو tap کرنا

that should be the first phase. Simultaneously, there should be a process of چاہیے اور identifying areas جہاں پر آپ کا forced labour ہو رہا ہے، جہاں پر bondage labour ہو رہا ہے۔ Bondage labour کے علاقوں کو identify کر کے وہاں سے through government action لینا چاہیے، these bonded labours should be pulled out and they should be given first priority over the allocation of this unused land. Once that has been done اس کے بعد آپ کو you have to ensure that there is an equitable distribution of resources such as water, such as fertilizer and the government has to play its role in that to support the newly landed farmers. Once you have done all this and once you made this set system, only then you can make sure کہ آپ کا land system اتنا spread ہو جائے کہ you go in and you actually try to target the actual holdings of those landlords جہاں پر اصل کاشت کاری ہو رہی ہے۔ That should be the final step. First you have to take the small steps. جہاں پر partial redistribution of land ہو تاکہ over a period of time this cannot be done in one go, we have seen that happened, we have seen that tried and failed but I believe that if it is a partial/staged process, then it will be more successful.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sufian Bajar.

Mr. Sufian Ahmad Bajar: Madam Speaker, thank you. I would first like to inform about the history of the land reforms. The first land reforms that took place in 1958 had primarily two set backs, two loopholes due to which that could not be successful. اس میں پہلی چیز یہ تھی کہ جو land holding کی restriction تھی وہ individual پر impose کی گئی تھی اور family holding پر نہیں تھی جس کی وجہ سے جو بڑے جاگیردار تھے، انہوں نے اپنی زمینیں خاندان میں تقسیم کر دیں۔ اس میں دوسری بڑی weakness یہ تھی کہ انہوں نے per acre yield کا ایک system رکھا تھا۔ گورنمنٹ نے کہا تھا کہ اگر آپ کی 1940 کی per acre yield, سے زیادہ ہے تو آپ land رکھ سکتے ہیں، وہ آپ سے نہیں لی جائے گی کیونکہ آپ اس پر produce کر رہے ہو۔ اس کا setback یہ تھا کہ 1940 کی ٹیکنالوجی کے مقابلے میں 1958 کی ٹیکنالوجی بہت بہتر ہو گئی تھی اس لیے per acre yield سب کی زیادہ ہو گئی جس کے باعث land reforms ہو ہی نہیں سکے۔

اس کے بعد جب 70s میں land reforms ہوئے تو that too after the green revolution جس کے بعد fertilizers, pesticides اور جتنی مشینری ہے وہ آئی، اس کے بعد بھی land reforms ہوئے تو per acre بہت زیادہ increase ہو گئی جس کے باعث لوگوں نے evade کر لیا land reforms سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ 1973 میں بھی individual land holdings پر قدغن لگائی گئی، family land holdings پر نہیں لگائی گئی۔ اس کی وجہ سے majority of the medium scale and higher medium scale land lords تھے انہوں نے evade کردیا اور اپنے رشتہ داروں کو land transfer کرتے رہے۔ صرف جو بڑے landlords ہیں، میں مثال دوں گا کہ جیسے میر بلخ شیر مزاری ہیں ان کی 1960 میں ساڑھے تین لاکھ ایکڑ زمین تھی، وہ اتنی زمین کسی کو دے نہیں سکتے تھے اور ساڑھے تین لاکھ ایکڑ اتنی زمین ہے کہ یورپ میں کچھ ملک بھی اس سائز کے نہیں ہوں گے۔ تو وہ کسی کو نہیں دے سکے، اس لیے وہ اس کی زد میں آ گئے۔ لیکن جو medium اور higher medium تھے، جن کی دس ہزار ایکڑ زمین کے لگ بھگ تھی انہوں نے آسانی سے transfer کر لی اور ان کی per acre yield بھی اتنی تھی کہ وہ land reforms سے بچ گئے۔

اب جو land reforms ہوں اس میں ہماری recommendations یہ ہونی چاہییں کہ ایک تو per acre yield, modern standards کے مطابق ہو۔ آج کل جو standard مغربی ممالک اور خاص طور پر یہاں پاکستان میں at least ہے، آپ اگر اس سے کم produce کرتے ہیں تو تب آپ کو زمین ایک حد سے زیادہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ جو barren land ہے خاص طور پر بلوچستان میں، ابھی بھی feudal کے پاس ہزاروں ایکڑ میں زمین ہے، اس پر land distribution ہونی چاہیے اور وہ land, ordinary farmers کو ملنی چاہیے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ آپ کے پاس جتنی water shortage ہے تو آپ land cultivation کیسے کر سکتے ہیں بلوچستان اور دوسری جگہوں پر جب تک آپ dams نہیں بنائیں گے۔ اگر وہ dams بن جائیں تو بڑے landlord کے اپنے بھی interest میں ہے کہ وہ land ساری cultivated ہو نہ کہ وہ بنجر پڑی رہے۔ یہ میری سفارشات ہیں کہ

(1) فی ایکڑ پیداوار modern standards پر رکھی جائے
(2) Land reforms, family holding پر ہو individual holding پر نہ ہو۔
(3) نئے dams بننے چاہییں۔
شکریہ جی۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Fawad Zia.

جناب فواد ضیاء: محترمہ سپیکر صاحبہ! بہت شکریہ۔ میری ایک suggestion تو وہی ہے جو فاضل رکن جناب سفیان صاحب نے بتا دی کہ اس کیtaxation family holding پر ہونی چاہیے۔

میری دوسری تجویز یہ ہے کہ government land جو حکومت اپنے ضمن میں military کو بھی دیتی ہے، جس پر وہ cantonments بناتے ہیں، DHAs اور ہاؤسنگ اسکیمیں بناتے ہیں، تو حکومت کو چاہیے کہ kindly وہ زمینیں غریب ہاریوں کو ownership پر دیں۔

میری تیسری تجویز یہ ہے کہ اگر ایک landlord کو حکومت taxation کے ضمن میں لاتی ہے، تو اس کی زمین میں اس کے tenants کو اسی taxation سے کسی حد تک support دی جائے۔ یعنی let's suppose اس کی land پر اگر کوئی زکوٰۃ بنتی ہے تو پھر اس کے حقدار وہی labourers ہوں جو زمین پر کام کرتے ہیں۔

میری چوتھی recommendation یہ ہے کہ proper education ہونی چاہیے لیکن جس طرح یہاں پر motion کے mover نے ذکر کیا کہ لوگ willingly land reforms کو اور کسی بھی educational reforms کو support نہیں کرتے، تو اس کے لیے گورنمنٹ ہاریوں کے لیے ایسا law enforcement یقینی بنائے جس طرح کہ یہاں شہروں میں اگر آپ کوئی جگہ کرائے پر لیتے ہیں تو آپ کو باقاعدہ کچھ tenant rights بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح کے tenant rights کی enforcement ایک غریب ہاری، ایک غریب مزارع کے لیے بھی یقینی بنائی جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Dhanesh Kumar.

جناب دنیش کمار: محترمہ سپیکر صاحبہ! بہت شکریہ۔ Feudalism پر میں بات کروں گا، of course we need the land reforms. Feudalism is a cancer in the way of our development. جاگیرداری ہماری ترقی میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ Colonial دور سے آپ دیکھیں، اس میں بھی ان جاگیرداروں نے ہمارے ملک سے بے وفائی کی، غداری کر کے ان کے ساتھ مل کر ہمارے ملک پر قبضہ کروایا، ان کو internal support دی۔ Feudalism کس طرح ختم ہوتی ہے، democracy within the parties is of course a number one priority to encourage the democracy, to protect the human rights.

ہمارے اس یوتھ پارلیمنٹ کے اراکین ماشاءاللہ عام لوگوں سے زیادہ سمجھ دار ہیں، میں سب سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ان parties کو support کر رہے ہیں یا نہیں جن میں feudals بیٹھے ہیں؟ بالکل کر رہے ہیں آپ لوگ۔ ان کو ہی ووٹ دے رہے ہو۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو دے رہے ہو یا پیپلز پارٹی کی دے رہے ہو یا مسلم لیگ (ق) کو دے رہے ہو، ان سب میں feudals بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں کو feudalism کو encourage کرتا ہے، ہماری parties ہی تو کرتی ہیں۔ تو feudalism کو ختم کرنے کے لیے right of vote کو صحیح طریقے سے پارٹی کے منشور کو دیکھتے ہوئے دینا چاہیے۔ As a Youth Parliament, it is our responsibility to aware at least our neighbours, our friends ان کو یہ بتانا ضروری ہے کس طرح

ووٹ دینا چاہیے کہ کیا آپ سب لوگ یہ responsibility پوری کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ vote is of course سب سے اہم ہے کہ سوچ سمجھ کر دینا چاہیے۔ Organization بہت important ہے، feudalism کو کمزور کرنے کے لیے۔ اس کو industrialization کے ذریعے encourage کرنا چاہیے اور جو rural اور urban division ہے، اس کو بھی ختم ہونا چاہیے۔ یہ تقسیم کیوں کی گئی ہے، یہ تو feudalism کو encourage کرنے کی ہی ایک راہ ہے۔ اس کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ simple basics ہیں جو ہمیں درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ we are lacking with the sense of direction. ہم ایک دن ایک بات کرتے ہیں، دوسرے دن کہتے ہیں کہ یہ ہم نے درست نہیں کیا۔ کبھی کہتے نظام عدل ہونا چاہیے، کبھی کہتے ہیں نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے یہی کچھ عرض کرنا تھا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Essam Rehmani.

جناب محمد اعصام رحمانی: ہم لوگ بات کرتے ہیں land reforms کی، land reforms کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ you want to restrict the land. آپ کی جو land کی possessions ہے، اس کو حکومت نے administer کرنا ہے مگر also the use of land کہ وہ use کس طرح ہو رہی ہے۔ ہمیں نہیں bother کر رہا کہ ایک individual کے پاس اگر 5,000 ایکڑ زمین ہے تو کیوں ہے، صحیح ہے he can keep it مگر جو چیز bother کرتی ہے کہ اس نے ہزار ایکڑ کو خالی رکھا ہوا barren رکھا ہوا ہے کیونکہ وہ اس پر شکار کھیلتا ہے اور اسی کی زمین کے لوگ بھوکے سوتے ہیں۔ So it is not the matter کہ اس نے کتنی زمین رکھی ہوئی ہے۔ I would like to refer to the Islamic laws of ownership اس چیز کے بارے میں۔

اسلامی قوانین میں، آپ اگر ریاست سے کہتے ہیں کہ مجھے دس ہزار ایکڑ زمین دی جائے اور اگر اس کی availability ہوتی ہے تو then the state is liable to give you that 10,000 acres of land but it gives you a deadline. کہ اگر آپ نے تین یا چار سال تک اس کو cultivate نہ کیا یا جتنے حصے کو آپ نے cultivate کر لیا وہ آپ کی ہوگئی اور اس پر بھی check and balance رہے گا for the next three years. جو چیز آپ نہیں کر سکے the state takes it back. اسی طریقے سے ہم لوگوں نے یہ نہیں کرنا کہ جناب بھٹو صاحب کی پانچ ہزار ایکڑ زمین میں سے government takes it back. No, this is not what we want. Anybody who wants land and who can efficiently utilize land, if I can utilize 5,000 acres اور میں پانچ ہزار ایکڑ میں گندم اگا سکتا ہوں اور میرے پاس capability ہے تو مجھے کیوں نہیں ملنی چاہیے۔ بالکل ملنی چاہیے۔ ہم نے صرف administer کرنا ہے، reforms کا مطلب ہے کہ we are going to administer the use of land. اب اس میں سے اگر میں کوئی portion نہیں use کر پاتا then the state has to take it back and give it to another individual. So, we do not have to restrict the number of land, the number of acres a person can possess. You can possess as much as you can. This is what the Islamic laws of ownership states. In my view, it will be a lot easier کہ ہم لوگ ہر بندے پر restrict کر دیں یا families کو monitor کریں کیونکہ ایسے بھی cases آتے ہیں جس میں زمین پر جو مزدور کام کر رہا ہے اس کو یہ نہیں پتا کہ یہ زمین میرے نام پر ہوئی، وہ family member تو نہیں ہے مگر آپ نے کردی ہے اس کے نام پر۔ Illiteracy ہے ہمارے ہاں۔ So, the best suggestion over here would be کہ آپ زمین دو مگر آپ حکومت سے کہو کہ وہ use of land کو administer کرے تاکہ کوئی زمین barren نہ پڑی رہے، اگر ہے تو it should take it back and give it to somebody else. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Ahmed Noor.

جناب احمد نور: محترمہ سپیکر صاحبہ! بہت شکریہ۔ ہماری 62 سالہ history کے بعد پاکستان ایک agricultural country نہیں رہا۔ 1951 میں پاکستان کے جی ڈی پی میں agricultural sector کا شیئر تقریباً 52% تھا۔ آج وہ کم ہو کر 26% تک یا شاید اس سے بھی کم رہ گیا ہے۔ 90 ملین ایکڑ زمین قابل کاشت ہے اس میں سے صرف 54% in use ہے۔ محترمہ سپیکر! 62 سال گزرنے کے بعد بھی آج ہم landlords کے راج سے جان نہ چھڑا سکے، آج بھی یہ لوگ ہم پر rule کر رہے ہیں۔

1957 میں 7% landlords کے پاس اس ملک کی 53% agricultural land تھی۔ وہ لوگ کون تھے؟ وہ mostly مسلم لیگ سے تعلق رکھتے تھے اور یہ لوگ تحریکِ آزادی میں بھی شامل تھے۔ اس طرح پاکستان کی تخلیق میں اس پارٹی کا کردار تھا تو وہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب 1959 میں ایوب نے land reforms کیں، میرے دوست نے اس کو point out کیا کہ individual base پر تھا، میں یہاں ایک point add کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو irrigated land ceiling تھی جس کے تحت ایک شخص maximum acres of land جو رکھ سکتا ہے، وہ individual کے لیے 500 ایکڑ irrigated زمین تھی جبکہ 1000 ایکڑ unirrigated زمین تھی۔ تو یہ بھی ایک problem تھی کہ اگر کسی کے پاس 10,000 ایکڑ زمین ہو تو اپنی فیملی کے بیس members میں اسے distribute کرے 500 ایکڑ فی کس کے حساب سے تو وہ جاگیر اپنی family کے اندر رکھ سکتے ہیں۔ بعد میں جب 72ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے land reforms کیں تو اس میں 150 acres irrigated land کی ceiling رکھ دی اور 300 acres un-irrigated land کی ceiling رکھ دی۔

محترمہ سپیکر! اس system کے تحت لوگوں نے جو land recover کی وہ بہت کم تھی۔ 1980ء کے census کے مطابق صرف 4.07 million farmers کے پاس half than 3 acres each farmer کے پاس تھی، تین ایکڑ سے بھی کم ایک کسان کے پاس زمین رہ گئی تھی۔ تو یہ اصلاحات ایوب خان اور ذوالفقار علی بھٹو نے کی تھیں۔ ان لوگوں کا بنیادی مقصد اتنا غریبوں کی فلاح نہیں تھا جتنا landlords کو pressurize کرنا اور اپنے under لانا تھا۔ میں چند facts اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم پیپلز پارٹی کا ذکر کرتے ہیں کہ چاروں صوبوں میں اس کی بنیادیں ہیں تو اس میں land reforms نے ایک بہت اہم role play کیا ہے کہ اس وقت بھٹو نے اس کے ذریعے لوگوں کو pressurize اور blackmail کیا اور landlords کو اپنی پارٹی میں شامل کیا۔ تو آج جو پیپلز پارٹی کی چاروں صوبوں میں نمائندگی کی بات کی جاتی ہے، اس میں ایک کردار land reforms نے بھی ادا کیا ہے۔ابھی بات ہو رہی ہے democracy کی، جمہوریت کے لیے کیا چاہیے education اور political culture اس کے لیے لوگوں کی poverty کو ختم کرنا چاہیے۔ تو ابھی جو unequal distribution of wealth یا land ہے، اس کو ہمیں ختم کرنا چاہیے۔ لوگوں کو، غریب کسانوں کو زمینیں دینی چاہییں اور ان کو اس قابل بنانا چاہیے کہ وہ زندہ رہے اور اپنے بچوں کو تعلیم دلواسکے۔ بنیادی بات education ہے، political cultre کو develop کرنا اور awareness create کرنا ہے۔ ابھی ہماری policy making میں یہی لوگ exist کر رہے ہیں تو ہمیں اس کو evolutionary process کے through اس کو ختم کرنا ہے۔

میں یہاں پر ایک اور point add کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھٹو نے land reforms implement کرنے سے پہلے ایک یا دو مہینے کا وقت دیا تھا۔ اسی وقت میں وہ لوگ اس قابل ہوئے کہ تمام جاگیر اپنی family کے اندر ہی distribute کر سکیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔ ایک sincere effort ہونا چاہیے کہ عام لوگوں کو اس کا relief پہنچے اور ان کا life standard اس سے improve ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Leghari.

جناب عبداللہ لغاری: شکریہ میڈم سپیکر! یہResolution جس کو بعد میں Motion میں تبدیل کیا گیا ہے، feudalism کے حوالے سے آج پاکستان کا بہت اہم موضوع ہے۔ Feudalism جس نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر لی ہیں کہ شاید ہمارے لیے political system میں اس کو eradicate کرنا یا اس کو باہر نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔ یہ ہمارے لیے اتنا ہی اہم ہے اور آج اتنی ہی important requirement ہے کہ ہم نہ صرف اس حوالے سے کوئی reforms introduceکریں بلکہ جس طرح پہلے بھی کہا گیا کہ ان reforms کی implementation اتنی زیادہ ضروری ہے۔ میں South Korea کی مثال دوں گا وہ ہم سے بعد میں آزاد ہوا، اس وقت شاید ہم نے ہی امداد دی، ہم نے ہی recognize کیا لیکن آج حالات جس نہج پر کھڑے ہیں کہ آج پتا چل رہا ہے کہ وہ ہم سے بہت آگے جا چکا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ بھی یہ بتائی جاتی ہے کہ انہوں نے over night land reforms پر جس طریقے سے عمل کیا، نہ صرف اس کو متعارف کرایا بلکہ implementation کے بعد اس کو practicality کی صورت میں دنیا کے سامنے رکھا۔ اس سسٹم نے ان کو economically and socially اس مقام پر پہنچا یا جہاں پر آج وہ ہے بلکہ وہ دنیا کے سامنے بہت successful state کے طور پر سامنے آ چکا ہے۔ پاکستان کو بھی اسی حوالے سے سب کے interests کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طریقے کی reforms introduceکرانا چاہیے۔

ہمیں یہ بات نہیں بولنی چاہیے کہ آ ج ہماری Parliament میں جو majority of members ہیں ان کا تعلق feudal families سے ہے اور ان کا mind set اسی طریقے سے ہے کہ کسی قسم کی ترقی چاہے وہ تعلیم کے حوالے سے ہو، چاہے وہ sociallyہو، اس کیpossibility نہ ہو۔ اس حوالے سے میں بتانا چاہوں گا کہ پنجاب میں چونکہ اس کا culture تھوڑا سا کم دیکھنے میں آیا ہے کیونکہ literacy rate بھی تھوڑا سا زیادہ ہے اور developmental procedure بھی یہاں پر زیادہ ہے۔ بلوچستان جہاں پر بگٹی یا مزاری قبائل اس حوالے سے جس طرح peasants and farmers کو pressurize کر کے ان سے کام کروایا جاتا ہے، صرف اور صرف کام کروایا جاتا ہے۔ اس کے بدلے میں ان کو کوئی return نہیں ملتا ہے، چاہے وہ زمین کی صورت میں ہو یا پیسے کی صورت میں ہو ان کو payoff نہیں کیا جاتا۔ وہاں پر یا سندھ میں صورتحال زیادہ خراب ہے۔ اس حوالے سے ہمیں دیکھنا ہو گا کہ آج وہی پارٹیاں حکومت میں ہیں جن میں feudals بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس بات سے انحراف نہں کیا جا سکتا کہ وہ واقعی اپنا agenda pursue کر رہی ہیں۔ اس لیے دنیا کے مقابلے میں ہمارے لیے زیادہ مشکل ہے کہ ہم land reforms introduce کریں کیونکہ ہمارے پاس power circle میں وہ لوگ بیٹھے ہیں جو خود feudals ہیں۔ اس حوالے سے implementation of this programme or implementation in the time frame میں کس طرح اور کون سی پارٹی کرے گی اس کا انعقاد بہت ضروری ہے اور اس حوالے سے بہت clarifications ہونا بہت ضروری ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Rafiq Wasan.

جناب محمد رفیق وسان: شکریہ میڈم سپیکر! نیاز مصطفےٰ صاحب جو Resolution on land reforms لے کر آئے ہیں، I think یہ پاکستان کی social change in development کے حوالے سے land reforms کی بات کرنا بہت معنیٰ رکھتا ہے۔ میرے معزز دوستوں نے اس پر بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میں سندھ کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ recently حکومت سندھ نے land reforms کے حوالے سے کچھ اضلاع میں land distribution کی ہے۔ مگر وہی بات آتی ہے کہ جو policies بنتی ہیں یا جو بھی reforms آتی ہیں ان کا صحیح طریقے سے اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ سندھ کے حوالے سے بھی یہی ہوا ہے کہ موجودہ حکومت نے باتیں تو بہت کی ہیں مگر وہاں پر actual practice of redistribution of land کی نہیں ہوئی ہے especially in poor families میں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جب ہم land reforms کی بات کرتے ہیں تو social justice میں ایک term retributive justice use ہوتا ہے۔ Retributive سے مراد یہ ہے کہpragmatically یہ بات کرنا مشکل لگ رہا ہے کہ پاکستان کے context میں جو بڑے بڑے land lords ہیں، جن کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے ان سے کس طرح یہ زمینیں لے کر redistribute کی جائیں گی؟ حکومت یہ کام کر سکتی ہے کیونکہ حکومت final authority ہے، حکومت کے ادارے اگر صحیح طریقے سے کام کریں تو I think redistributive justice کا تصور implement ہو سکتا ہے۔ Land reforms کے حوالے سے peasants ہیں ان کے development کے حوالے سے اور بھی issues ہیں، ان کو poverty کے حوالے سے بھی دیکھا جائے especially interior کے جو علاقے پنجاب، بلوچستان اور سندھ وہاں پر conditions of human development of peasants ہے جیسے poverty بہت زیادہ خراب حالت میں ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ ان land reforms کو ان کے privilege سے بھی جوڑا جائے۔ ان کی condition of human development کو بھی بہتر کیا جائے۔ میری recommendation یہ ہو گی کہ اگر حکومت چاہے تو redistribution کے زریعے یہ land reforms لائی جا سکتی ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Abdullah Zaidi.

جناب عبداللہ زیدی: شکریہ میڈم سپیکر! سب سے پہلے میں یہ بات کہنا چاہوں گا کہ Feudalism ہماری رگ رگ میں رچ بس گیا ہے اور یہ مسئلہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ناں کہ corruption needs revolution جو کام حکومت کو کرنا چاہیے تھا وہ militants کر رہے ہیں، non-state actors کر رہے ہیں۔ سوات کی مثال آپ کے سامنے ہے، اس پر بعد میں بات کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس کو short term and long term کس طرح eradicate کیا جائے؟ ایک تو educational reform ہے لیکن اس کا مسئلہ بھی دوبارہ feudal lords ہی ہیں۔ دوسری چیز جو میں suggest کروں گا کہ Government devolution کے زریعے، مقامی حکومتوں کے ذریعے، تحصیل اور ضلعی سطح پر ایک serious awareness programme چلائے

کیونکہ لوگوں کو واقعی یہ نہیں پتا ہوتا کہ ان کے حقوق کیا ہیں؟ ہمارے ارباب اختیار کا رویہ اس طرف وہ بھی انتہائی مضحکہ خیز اس صورت ہے کہ شوکت ترین صاحب کہتے ہیں کہ land reforms اورtax net بڑھانا بھی بہت اچھی چیز ہے لیکن ہم اسے چند سالوں میں کریں گے۔ اگر یہ اچھی چیز ہے تو آپ لوگ اسے فوراً کیوں نہیں کرتے ہیں؟ اس کے علاوہ یہ کہ باہر رکھنے کی بات ہے کہ a certain amount of acres can be allowed یا بالکل fertilizeکر سکتا ہے تو اس کے لیے وہ جتنے amount of acres رکھ لے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر میرے پاس 500 acres land ہے اور میں اس کو fertilizeبھی کر رہا ہوں تو میرے لیے اس جگہ کا بہت زیادہ leverage ہے۔ Feudal lordکی term اسی لیے تو آتی ہے، میں بے شک fertilize کر رہا ہوں، میں اپنے tenants کو استعمال کروں گا، میں اپنا political leverage استعمال کروں گا۔ اس لیے bar لگانا بے حد ضروری ہے کہ an individual can own a certain amount of land. آپ زیادہ نہ لگائیں کم لگا دیں۔ جو کام حکومت کو کرنا چاہیے آج دوسرے لوگ وہ کام کر رہے ہیں۔ اس پر ہمیں بے حد افسوس ہے۔ آخری بات میں یہ کہوں گا کہ land reforms کا مسئلہ بہت زیادہ پیچدہ ہے۔ اس میں religion اور دوسری چیزیں ہیں، اس لیے یہ معاملہ متعلقہ کمیٹی کو refer کیا جائے۔ کمیٹی اس پر Resolution لائے اور ایک جامع report بنائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you, Honourable Zameer Malik.

جناب ضمیر احمد ملک: شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ! یہاں پر وڈیرہ شاہی اور feudalism کی بات ہوئی اور پھر land reforms کی بات ہوتی ہے۔ اگر کسی کے پاس تین سو یا چار سو ایکڑ زمین ہے اور اس نے اپنی محنت سے وہ زمین بنائی، تو اس کو آپ کہہ دیتے ہیں کہ یہ جاگیردار اور وڈیرہ ہے، حالانکہ جاگیرداری ایک state of mind ہے۔ جاگیردار کوئی بھی ہو سکتا ہے، وڈیرہ کوئی بھی ہو سکتا ہے، ضروری نہیں کہ جس کے پاس جاگیر ہے وہ وڈیرہ ہے اور وہ پاکستان کی ترقی میں حائل ہے، ایسی بات نہیں ہے۔ یہاں پر میرے ایک دوست نے کہا کہ آپ ووٹ دیتے ہو، جناب والا! آپ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیتے ہیں، آپ پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں جبکہ ان پارٹیوں میں سارے جاگیردار اور وڈیرےہیں۔ میں ان سے یہ بات پوچھوں گا کہ میرے بھائی آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس وقت کون سے وڈیرے یا کس وڈیرے کی پالیسی لے کر چل رہی ہے۔ ہم نے اس ملک میں آ کر وڈیرہ شاہی کو ختم کیا۔ 1973ء میں پاکستان پیپلز پارٹی نے، ایک بھائی نے کہا کہ وڈیرہ شاہی کو control کرنے کے لیے تو میں آپ کو بتاؤں اگر سرائیکستان جو سرائیکی پٹی ہے، سرائیکی پٹی میں اگر پیپلز پارٹی کا ووٹ بنک ہے تو وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی land reforms تھیں جس کی وجہ سے اسے ووٹ ملے۔ ہم نے وہاں پر غریبوں کو وڈیروں سے زمینیں لے کردیں۔ جو لوگ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں کہتے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو کا land reforms میں کوئی ذاتی مقصد تھا تو میں بتاؤں کہ سب سے پہلے شہید قائد نے اپنی زمین دی، کسی اور کی نہیں دی۔ انہوں نے land reforms کے لیے جو دو مہینے دیے اس میں سب سے پہلے اپنی زمین دی۔ جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ جاگیردار، وڈیرے ہم ساٹھ سالوں سے جاگیرداروں اور وڈیروں کو کوستے آ رہے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ ہمارے دوست جو کراچی میں کلفٹن اور ڈیفینس میں رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جاگیرداروں اور وڈیروں کے خلاف ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ آپ وہاں سے ووٹ بھی لیتے ہو اور پھر پانچ سال تک آپ جاگیرداروں اور وڈیروں کو support بھی کرتے رہے، آپ نے پرویز مشرف کے ساتھ بیٹھے ہوئے جاگیرداروں اور وڈیروں کو support کیا۔ میں کھل کر کہوں گا کہ MQM کے لوگ آج ایک نعرہ لے کر نکلے ہیں کہ ہم جاگیرداری اور وڈیرہ شاہی کے خلاف ہیں، land reforms ہونی چاہییں۔ میں اس سے یہ پوچھتا ہوں کہ پرویز مشرف کے ساتھ کیا جاگیردار نہیں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت تو آپ نے کچھ نہیں کہا۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی میں دو چار جاگیردار یا وڈیرے موجود ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ملک کی ترقی میں حائل ہیں۔ یہی جاگیردار اور وڈیرے تھے جو قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ تھے۔ آپ اس طبقے کو کیوں نہیں کوستے جس نے افغان جنگ میں وہ مُلّا جو ہمیں نماز پڑھاتے ہیں، وہ جو ہمارے امام مسجد ہیں، انہوں نے افغان جنگ کے نام پر اپنی زمینیں، پٹرول پمپ بنا لیے، ان کو کوئی کچھ نہیں کہتا اگر ایک جاگیردار کے پاس زمین ہے تو وہ اس ملک کی ترقی میں حائل ہے۔ نہیں جناب! ایسی بات نہیں ہے۔ ہاں land reforms ہونی چاہییں ، ہم بھی اس کے حق میں لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک سے زمین لے کر دوسرے کو اس کا مالک بنا دیا جائے۔ Land reforms کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اگر آپ ایک شخص کو زمین دے رہے ہیں تو اس کو کہیں کہ یہاں پر یہ فصل اگائے، اس کو موقع دیں، اس کی مدد کریں کہ وہ فصل اگا سکے اور وہ چاہے کتنا ہی غریب ہو، اگر فصل نہیں اگاتا تو اس سے وہ زمین واپس لے لی جائے۔

دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ land reforms کو صرف زمین کی حد تک نہ رکھا جائے بلکہ یہ جو دو، دو ہزار گز کے گھر بنائے ہوئے ہیں، چاہیے کہ ان کو پانچ سو گز کا گھر بنایا جائے۔ یہ بھی nationalize ہونے چاہییں، یہ جو دو، دو ہزار گز کے گھر ہیں land reforms کے تحت ان کو بھی پانچ سو گز کا بنانا چاہیے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ land reforms کے تحت ان گھروں پر بھی بات ہونی چاہیے اور پانچ سو گز سے بڑا گھر کسی کو بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ شکریہ۔

Madad Deputy Speaker: I would request the honourable Prime Minister to give his comments about this motion.

Mr. Prime Minister: Thank you madam Speaker,
یہاں پر land reforms پر بات کرتے ہوئےdebate شروع ہونے سے پہلے کافی لوگوں کا خیال تھا کہ ایکobnoxious point of view سامنے آئے گا لیکن اس پر بھی کافی heated debate ہوئی ہے تو Madam Speaker, land reforms کے اندر سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں personal ownership کے principleکو سمجھنا ہو گا کہ جب کوئی شخص کسی کے لیے کام کرتا ہے اور اس کو پتا ہے کہ ایک خاص عرصے کے بعد اس کو ایک amount اس کو مل جاتی ہے تو اس کے کام کرنے کا جوش کبھی بھی اتنا نہیں ہو گا جتنا کہ اپنی زمین پر خود کاشت کرنے اور اپنے منافع کے لیے ہو گا۔ جب personal ownership چھوٹے کسان کے پاس آئے گی تو natural سی بات ہے کہ اپنی زمین پر کاشت کرنے کے لیے اس کا جوش زیادہ ہو گا۔

ایک بات یہ کہ House میں جو ایک important suggestion generate ہوئی ہے، وہ monitoring system ہے۔ہم پالیسیاں بناتے ہیں land reforms کرتے ہیں لیکن جب تک proper check and balance and monitoring system نہیں ہو گا کہ کون زمین لے کر اس پر کاشت بھی کر رہا ہے، اس وقت تک land reforms سے کوئی سسٹم بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تیسری بات ، جو ابھی housing limit کی بات ہوئی ہے تو یہ بھی بہت اہم ہے کہ آپ صرف agricultural land کی بات نہ کریں بلکہ land reforms کسی بھی صورت میں، چاہے وہ بڑا گھر ، بڑے form houses بنانے کی صورت میں ہوں، اس طرح کے جو luxury items ہیں جو لوگ اپنی ضرورت سے زائد رکھتے ہیں، وہ ایسے لوگوں کو دینی چاہییں جو اس پر کام کرنا چاہتے ہیں اور ملک و قوم کے لیے واقعی وہ چیز produce کر سکتے ہوں۔ اس چیز پر practical solutions لانے کے لیے ہماری Finance and Planning Committee کے Head موجود ہیں، ہم اس کو کمیٹی کو refer کریں گے تا کہ یہاں پر جو باتیں ہوئی ہیں، اس کی رپورٹ بنا کر پارلیمنٹ میں پیش کریں تاکہ ہم اس کو approve کر سکیں۔ Thank you madam Speaker.

Madam Speaker: Thank you. 2nd last item on the agenda is a resolution by Mr. Muhammad Abdullah Zaidi.

Mr. Muhammad Abdullah Zaidi: Thank you madam Speaker."This House is of the opinion that the government should take two tiers approach involving active diplomacy and UN of organizing Pakistan's role in the UN to find a quick a dynamic solution to the Kashmir issue."

جناب عبداللہ زیدی: میڈم سپیکر! میں historical context میں نہیں جاؤں گا، UN میں جو قراردا د پاس ہوئی تھی اس کا effect جو ہوا ہے وہ کچھ اس طرح ہوا ہے کہ جب قرارداد پاس ہونے کے بعد dialogue ہوا تو انڈیا نے کبھی یہ کہہ کر dialogue call off کر دیا کہ پاکستان جو interpretation کر رہا ہے وہ غلط کر رہا ہے لیکن کبھی impartial arbitrators or mediators پر بھی agree نہیں ہوا۔انڈیا یہ کہہ کر کہ پاکستان NATO alloy بن گیا ہے یہ ہمارے خلاف سازش ہے تو ہم dialogue call off کر رہے ہیں لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے کشمیری قوم کے حق خود ارادیت کا کیا تعلق تھا۔ Now they are of the opinion that UN has brought no good to the issue اس لیے UN کو چھوڑ کو bilateral table پر آ جائیں اور UN تو پرانی بات ہو گئی ہے۔ اس معاملے پر ہماری کمیٹی میں کافی بحث ہوئی ہے اور کچھ تجاویز سامنے آئی ہیں۔ ان میں پہلی تجویز

تو یہ ہے کہ کوئی بھی bilateral solution پاکستان کو تب تک قبول نہیں ہو گا، جب تک overwhelming consensus وہاں پر جو strategic areas ہیں، ان کا کنٹرول اور APHC کا role on board نہ ہو اور اگر انڈیا یہ نہیں کرتا تو تب بھی ہم اپنے پرانے stance پر جائیں گے کہas per UN resolution ہی اس کو solution ہے کیونکہ اگر pragmatic approach لی جائے تو UN resolution اب اس کا حل نہیں ہے۔ پاکستانی عوام یہ بھول جائیں، یہ مشکل ہے کہ پورا کشمیر ہمیں کسی صورت ملے۔ اس کے علاوہ ایک state wise plebiscite کی بات بھی ہوئی ہے، کشمیر میں ethnicity, language کے لحاظ سے سات مختلف regions ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کا stance clear ہے کہ if they would accede to India or they deceive to Pakistan لیکن اگر صرف valley of Kashmir میں plebiscite کرا لیا جائے، باقی سب کا stance clear ہے تو یہ بہت بہتر ہو گا لیکن اس plebiscite سے پہلے demilitarization and UN administration پاکستان کا مؤقف ہو گا کہ یہ اس plebiscite کے pre-requisites ہوں گے۔ جب تک bilateralism yield نہیں کرتا، انڈیا ہمارے ساتھ table پر نہیں آتا تو پاکستان کیا کر سکتا ہے۔ UN کی ایک body World Court جس کو International Court of Justice بھی کہتے ہیں ، پاکستان وہاں دو grounds پر جا سکتا ہے۔ ایک اس ground پر کہ اس کی jurisdiction انڈیا اور پاکستان نے تسلیم کی ہوئی ہے۔ جو کشمیری لوگوں پر repression ہو رہا ہے اور UN resolutions کو honour نہیں کیا جا رہا ۔ اس کے علاوہ میں جو بات کرنا چاہوں گا کہ UN Military Observers Group, پاکستان اور انڈیا کے کشمیر boarder monitor کرتا ہے۔ وہ اس لیے monitor کرتا ہے تا کہ یہاں سے infiltration نہ ہو لیکن اس کو dissolve کر دیا گیا تھا کیونکہ انڈیا اس کو comply نہیں کر رہا تھا، اس کی بھی reactivation پر insist کرنا چاہیے کیونکہ جب آپ UN کو involve کرتے ہیں تو actually assert یہ کر رہے ہیں کہ ہم statusco accept نہیں کرتے، Kashmir is still a disputed territory.

آخری بات جو میں کرنا چاہوں گا، وہ یہ ہے کہ Kashmir issue پرPakistani text books میں ہمارا جوcurriculum ہے، وہ مسلسل change ہوتا رہتا ہے، جو حکومت آتی ہے وہ اپنے حساب سے اس کو change کر لیتی ہے، آپ define کر دیں کہ curriculum پر آپ کا کیا stance ہے۔ میری یہ تجاویز تھیں، اس پر ایوان مزید اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Waqar Nayer.

جناب وقار نئیر: شکریہ جناب سپیکر۔ Being the Chairman of the Defence and Foreign Affairs Committee اس پر ہماری ایک کمیٹی میں بھی کافی discussion ہو چکی ہے اور عبداللہ زیدی صاحب کی زیادہ ترسفارشات سے میں agree کروں گا۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اس وقت ایسے محاذ نہ کھولے جائیں جن کو follow up کرنے کے لیے ہمارے پاس نہ resources ہیں، نہ اس کو follow up کرنے کے لیے ہمارے پاس international clout ہے۔ ایک طرف آپ اپنی survival کے لیے Friends of Pakistan سے پیسے مانگ رہے ہیں، دوسری طرف آپ انڈیا پر دھونس نہیں جما سکتے۔ Now it is not the time to get involved in this issue. ٹھیک ہے it is a very important issue and we should not compromise our ideological position on this. ہمارا جو principle stance ہے، اس سے کسی صورت نہیں ہٹنا چاہیے مگر اس وقت already so many pots are boiling on the stove کہ ایک اور pot کو وہاں رکھ دیا جائے it is going to only harm our position, it is not going to benefited. میں جہاں ان کی recommendations سے agree کروں گا مگر اس بات پر بھی زور دوں گا کہ every problem at it due time جہاں 62 years wait کر لیا ہے، وہاں تین چار سال اور دیکھ لیں جب تک ہم اپنے دیگر مسائل نمٹا لیں اس کے بعد ہم انشاء اللہ کشمیر کو ضرور دیکھیں گے۔ Thank you.

Madam Speaker: Honourable Waqas Ali:.

جناب وقاص علی: شکر یہ میڈم سپیکر۔ میں یہ کہوں گا کہ

جب بھی گلشن کو لہو کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے گردن ہماری کٹی

پھر کہتے ہیں یہ اہل چمن
یہ وطن ہے ہمارا ،تمہارا نہیں

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان ساٹھ سالوں میں اس کشمیر issue پر وہاں کے ہزاروں، لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں، آج یہ کہہ دینا کہ آدھا کشمیر اس سائیڈ پر اور پورا بھول جائیں، یہ اس خون، اس نیک مقصد، اس عظیم قربانی کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ الفاظ واپس لیے جائیں گے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب کشمیر ایک bilateral نہیں trilateral issue ہے، کشمیر کی history دیکھیں تو یہ بہت پہلے سے independent state تھی اور independent state رہی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان جو مذاکرات ہوئے ان میں یہی مسئلہ رہا کہ کشمیریوں کو consider نہیں کیا گیا۔آپ دہلی، اسلام آباد میں بیٹھتے ہیں، دہلی کی جنتا بیٹھتی ہے، اسلام آباد کے لوگ بیٹھے ہیں لیکن کشمیریوں کو neglect کر دیا جاتا ہے۔ میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ کشمیریوں کو UN resolution کے تحت کرتے ہیں یا نہیں، ان کو تین options دیئے جائیں، ادھر پاکستان، ادھر انڈیا are independent Kashmir. Which is the key issue. APHC کی بات ہوئی تو itself کشمیر میں APHC میں بہت سے لوگ ہیں جو APHC کے ساتھ شامل نہیں ہوتے اور اس سے agree نہیں کرتے مثلاً اس میں JKLF, JKLF Yasin Malik اور دوسرے گروپ بھی اس کو نہیں مانتے which has a massive support in Kashmir. آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ چیئرمین صاحب نے کہا ساٹھ سال ہو گئے ہیں، چار سال اور، کشمیری چار سال نہیں سو سال اور انتظار کرنے کو تیار ہیں لیکن کشمیر کا fundamental cause کبھی بھی compromise نہیں ہونا چاہیے۔ کشمیر میں گلگت اور Northern Areas بھی آتے ہیں ۔ کشمیر پاکستان کی ideology کے لیے ہے لیکن میں یہ بتاوں کہ ماضی کے ڈکٹیٹر ہوں یا سیاسی لوگ ہوں، کسی نے چناب فارمولا دیا، کسی نے سات نکاتی فارمولا دیا، ادھر تم، ادھر ہم، یہ کشمیریوں کے خون کے ساتھ غداری ہے جو ہرگز اچھی بات نہیں ہے۔ کشمیریوں کو تین options دیے جائیں either with Pakistan, India or independent Kashmir جو ہر ایک انسان کا بنیادی حق ہے۔ Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Zameer Malik.

جناب ضمیر ملک: جناب سپیکر صاحبہ! جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ اب یہ مسئلہ bilateral نہیں trilateral ہو گیا ہے یعنی کشمیری تیسرے فریق ہیں۔ کشمیری تیسرے فریق ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم سے الگ ہیں، ہم نے آج تک انہیں اپنے سے الگ نہیں کہا ہم نے کشمیریوں سے اپنا رشتہ لا الہ الاالله کا رشتہ رکھا لیکن آج یہ سن کر افسوس ہوا کہ یہ مسئلہ trilateral ہو گیا ہے۔ ہم نے ساٹھ سالوں میں آپ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کی خاطر جنگ کی، اپنے ملک کو تباہی کے دہانے پر لے گئے اور آج آپ کہتے ہیں کہ trilateral ہو گیا ہے۔ آخر کیوں؟ کیا ہم نے کشمیر کو اپنے لیے support کیا؟ یقیناً پانی وہاں سے آتا ہے لیکن ہم نے جب بھی پاکستان کی بات کی، ساتھ کشمیر کی بات کی۔ کوئی بھی فارمولا دیا، چاہے وہ جناح فارمولا ہو یا سات نکاتی فارمولا ہو، ہم نے کشمیر کو مدنظر رکھا اور ہم نے ہر پلیٹ فارم پر کشمیر کی آواز اٹھائی لیکن دوسری جانب کیا ہوا؟ آج کشمیری کہتے ہیں کہ trilateral یہ آپ نہیں کہتے یہ آوازیں کشمیر سے آ رہی ہیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان نہیں کشمیری ہیں۔ اس یوتھ پارلیمنٹ میں جو دوست کشمیر سے آئے ہیں، میری ان سے بات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ کیا آپ پاکستانی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہم کشمیری ہیں، ہمیں اس دن بھی افسوس ہوا۔ ہم نے آپ سے لاالہ الاالله والا رشتہ رکھتے ہیں لیکن آپ نے کہا کہ ہم پاکستانی نہیں کشمیری ہیں اس کے باوجود ہم آپ کو support کرتے رہے اور کرتے رہیں گے کیونکہ ہم کشمیر کے ساتھ جو رشتہ ہے، اس کو قائم و دائم رکھیں گے۔ بات یہ ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں سے ہم کشمیر کی جنگ لڑ رہے ہیں، ہمارے ہاں بچوں کو تعلیم نہیں دی جاتی لیکن defence budget اوپر جا رہا ہے کیونکہ کشمیر کا مسئلہ ہے۔ ہندوستان کے ساتھ ہمارے سارے معاملات کشمیر سے متعلق ہیں۔ اگر کشمیر کا مسئلہ حل ہو گیا تو ہندوستان کے ساتھ معاملات بھی ٹھیک ہو جائیں۔ دوسری جانب کشمیری کیا چاہ رہے ہیں؟ ان کی بات سنی تو وہ کہتے ہیں کہ چترال بھی ہمارا ہے، الله کرے کے کشمیر آزاد ہو جائے لیکن آپ جانتے ہیں کہ جب کشمیر آزاد ہوا تو ہمارے کشمیری بھائیوں کی ایک اور demand ہے کہ چترال تک کا کشمیر ہمارا ہے، یہ تیسرے فریق ہیں۔ یہ تو پاکستان توڑنے کی سازش ہے۔

An honourable Member: Madam Speaker, point of clarification.

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب اپنی بات complete کر لیں، we will give you a chance to speek.

جناب ضمیر ملک: میڈم! ان کو بولنے دیں، میں چاہوں گا کہ ان بات سن کر بات کروں کیونکہ----

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب، ہم floor پر اس طرح آپس میں بحث نہیں کر سکتے۔

جناب ضمیر ملک: جناب! یہ بحث نہیں ہے، یہ ہمارے کشمیری بھائی ہیں، ہمارا----

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی بالکل you can discuss it in your standing committee meeting because if people start….

جناب ضمیر ملک: جناب سپیکر! ہم یہاں discussion کر رہے ہیں تو ہم حقیقت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ کشمیری ہمارے ساتھ نہیں آنا چاہ رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تیسرے فریق ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ جنگ لڑنی ہے----

میڈم ڈپٹی سپیکر: Thank you ضمیر صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! افسوس ہوا، اس سے پہلے بھی کشمیر سے ایسی کوئی آواز نہیں آئی تھی۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ میں پاکستان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں اور آپ مجھے سات نکاتی فارمولا دیتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا؟ کشمیر بنے گا پاکستان، اس میں تو جموں، لداخ کو بھی ہندوستان کا حصہ کہتے ہیں۔ ضمیر صاحب explain کریں گے کہ آپ مجھے پاکستان کے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ گلگت، بلتستان کی بات میں نہیں کر رہا یہ Constitution of Pakistan ہے، اس میں لکھا ہوا ہے، اس کو legally کشمیر کا حصہ مانا جاتا ہے۔ تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ defence budget بالکل کشمیر پر خرچ نہ کریں۔ آپ کی ساری policies جو defence budget پر آپ نے لگائی تھیں، آج reverse ہو گئی ہیں۔ انڈیا نے پاکستان کی پچھلی حکومت کے دور میں ایک باڑ لگائی اور کشمیر کی اس خونی لکیر جس کو آپ کنٹرول لائن کہتے ہیں، ہم خونی لکیر کہتے ہیں، اس کو تعمیر کیا۔ اس کے علاوہ کشمیری اور پاکستانی میں فرق ہرگز نہ کریں، میں آپ سے request کروں گا کہ آپ government of Pakistan سے کہیں کہ مجھے پاکستان سے جو ID Card issue ہوا ہے اس میں red line سے جو آزاد حکومت ریاست جموں کشمیر لکھا ہوا ہے، اس کو کاٹ کر پاکستان کا حصہ بنا دیا جائے، مجھے خوشی ہو گی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی زیدی صاحب۔

جناب محمد عبدا للہ زیدی: مجھے میرے یہ دوست ضرور بتا دیں اور میں ان سے ضرور چاہوں گا اس کی explanation کہ لداخ اور جموں میں جو Budhist population majority ہے کیا ہمیں بھی وہی کرنا ہے جو انڈین فوج وہاں کر رہی ہے۔ اگر پورا کشمیر پاکستان کی پاس آ گیا تو پھر ہم وہ کریں گے جب ان کی independence کی تحریک شروع ہو جائے گی۔ اس وقت جو election ہوا ہے کشمیر میں وہ انتہائی successful ہوا ہے۔ انڈیا تو champion کر رہا ہے۔ وہ بول رہا آپ کا کیسا پاکستان ہے۔ آپ turn out دیکھیں 66% تو turn out ہے اور جو میرے دوسرے معزز رکن نے بات کی تھی کہ ایک اور stove پر pot رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ابھی ہمارے حالات اتنے خراب ہیں تو آج سے چار یا دس سال بعد کی کوئی guarantee ہے کہ اور خراب نہ ہوں، ہم اور ہی weak position میں نہ ہوں۔ کچھ initiative تو دکھائیں۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Essam Rehmani.

Mr. Muhammad Essam Rehmani: I think Zameer made my point clear.
البتہ میں اس میں یہ ضرور add کرنا چاہوں گا کہ یہ جو third option انہوں نے دی تھی اگر یہ نہیں دیتے تو یہ زیادہ اچھا رہتا، وہ جو separate state کی بات کی تھی انہوں نے کہ پاکستان ہمیشہ کشمیر کو اپنا سمجھا ہے اور ابھی بھی سمجھ رہے ہیں اور کشمیر کے لیے ہمیشہ ہماری planning رہتی ہے------

(مداخلت)

Syed Waqas Ali Kausar: Madam Speaker just one point I want to add.

Madam Deputy Speaker: Rehmani sahib have you done? Yes please.

سید وقاص علی کوثر: یں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 1947 کے بعد formally Kashmiri accession نہیں ہوا پاکستان کے ساتھ۔ یہ پورا ہال اس بات کو مانتا ہے۔ آپ کے کہنے سے یا میرے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ آپ ان کا right تو دیں۔ Kashmir was an independent state before that. اور history میں رہا ہے کشمیر۔ میں آج بھی یقین سے کہتا ہوں کہ 99% population پاکستان کے ساتھ آئے گی. but give an option. آپ ان کو compel کیوں کرتے ہیں۔ کیا ہم right of freedom express نہیں کر سکتے۔

جناب ضمیر احمد ملک: میڈم میں ایک بات کرنا چاہوں گا۔ ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ کشمیر ایک الگ ریاست تھی۔ تب ہی ہم نے بولا کہ اپنا صدر بھی بناؤ اور وزیر اعظم بھی بناؤ۔ ہم نے اپنا صدر اور وزیر اعظم ان پر مسلط نہیں کیا۔ ہمارے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر آپ علیحدہ ریاست کی بات کرتے ہیں تو پھر ہمارے ہاں بلوچستان والےبھی کہیں گے کہ بھئی چار، پانچ چیزیں اپنے پاس رکھ لو اور باقی ہمیں پوری ریاست دے دو۔ پھر تو سندھ بھی بولے گا۔ اس طرح تو پاکستان کو پھر الگ الگ ریاستوں میں بانٹ دو۔ سندھیوں کی ریاست بنا دو، پنجابیوں کی ریاست بنا دو ایک کشمیر issue پر۔ اگر ہم کشمیر issue سے آگے بڑھیں گے تو ہمیں اپنا پورا پاکستان بھی چاہیے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کشمیر میں کل ریفرنڈم کرایا جائے کہ بھئی آپ اپنا وزیر اعظم اور صدر ختم کرو اور پاکستان کے وزیر اعظم اور صدر کو مانو تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ کشمیریوں کی ایک تحریک اٹھ جائے گی کہ نہیں بھئی کشمیر میں اپنا صدر ہوگا ان کا، یہ پاکستانی کو نہیں مانتے۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں ہم اور ہم کشمیر کا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کو بھی چاہیے کہ third party نہ بنیں کیونکہ اس میں پاکستان کے وسائل جا رہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب زاہداللہ وزیر: میڈم بہت important point ہے۔ انہوں نے misleading کی ہے۔ انہوں نے جس context میں بات کی۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی بولیں آپ۔

جناب زاہد اللہ وزیر: میڈم سپیکر! ہمارے فاضل رکن بات کو عجیب طرح سے ادھر ادھر گھما رہے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ third party ہے۔ ان کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ میری تقدیر کا فیصلہ ہو رہا ہے اور آپ اسلام آباد اور دہلی میں بیٹھ کر نہ کریں بلکہ مجھ سے پوچھ لو۔ سات نکاتی فارمولہ دے رہے ہیں تو مجھ سے بھی پوچھ لو کہ میری کیا wishes ہیں۔ آپ چناب کا فارمولہ دے رہے ہو۔ مجھ سے تو پوچھو، problem میری ہے، انڈیا کے ہاتھوں میں ظلم برداشت کر رہا ہوں اور اوپر سے فیصلے آپ دے رہے ہیں۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں، اس میں میرا consensus شامل ہونا چاہیے کہ میری کیا wishes ہیں۔ لہٰذا اس point کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کو ادھر ادھر نہیں گھمانا چاہیے۔

(مداخلت)

میڈم ڈپٹی سپیکر: ضمیر صاحب آپ تشریف رکھیں۔ We will give the last speaker a chance. Honourable Niaz Muhammad.

جناب نیاز محمد: شکریہ سپیکر صاحبہ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کشمیر کو بطور صوبہ رکھنا چاہتے ہیں یا آزاد کشمیر کا نام دے کر خود کو، کشمیریوں کو اور دنیا کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سب کو پتا ہے کہ کشمیر کے وزیر اعظم کتنے با اختیار ہیں۔ ایک مرتبہ خود انہوں نے کہا تھا کہ جب میں اسلام آباد سے مظفرآباد کی طرف جاتا ہوں تو مجھے میاں نواز شریف صاحب کی اجازت لینا پڑتی ہے۔ کشمیریوں پر حکومتیں تو بات کر رہی ہیں لیکن ہم نے کبھی بھی کشمیریوں سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ میری زاتی رائے یہ ہے کہ کشمیریوں کے سامنے تین نکات رکھے جائیں۔ یہ میری ذاتی رائے ہو سکتی ہے، آپ ان سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ نمبر ایک پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، نمبر دو، بھارت کی ساتھ رہنا چاہتے ہیں، نمبر تین آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے جو اکثریتی رائے آئے اس پر implementation ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Khalil Tahir.

جناب محمد خلیل طاہر: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم! یہاں کہا جاتا ہے کشمیری third option مانگتے ہیں۔ ضمیر ملک نے کہا جی ہم نے پاکستان کا اتنا زیادہ بجٹ جو ہم defence پر خرچ کر رہے ہیں۔ ان کو شاید یہ نہیں پتا کہ 63 years ہوگئے ہیں ہماری کوئی شناخت ہی نہیں ہے۔ کبھی جاتا ہے Pakistani held Kashmir یا کبھی Indian held Kashmir. جب بات ہوتی ہے تو چاروں صوبوں کی بات ہوتی ہے۔ ہم احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہماری تو پہچان ہی نہیں ہے۔ ہمارے شناختی کارڈ پر بھی لکھا ہوا ہے آزاد جموں و کشمیر۔ ہمیں پاکستان کا حصہ consider نہیں کیا جا رہا۔ میڈم سپیکر! یہ بات کر رہے ہیں 63 years سے۔ ہمارے وہاں پر معصوم بچے مر رہے ہیں۔ ہم قربانیاں دے رہے ہیں۔ ہمارے لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ 63 years تک ہم دیکھتے رہے ہیں حکومت پاکستان کی طرف کہ وہ ہماری بڑے بھائی ہیں، ہمارے مسلمان بھائی ہیں، وہ ہمارے لیے struggle میں لگے ہوئے ہیں، وہ dialogue کر رہے ہیں۔ جب وہ انڈیا کے ساتھ dialogue کرتے ہیں تو مسئلہ کشمیر کو پیچھے دھکیل دیا جاتا اور وہاں پر تجارت کی بات ہوتی ہے۔ Bus service چل رہی ہے اور ادھر کشمیر میں، ان نہتے کشمیریوں پر انڈیا ظلم کے پہاڑ ڈھا رہا ہے اور انڈیا سے دوستی کی باتیں ہو رہی ہیں اور کشمیر کے مسئلے کو 63 years دھکیلا جا رہا ہے۔ جب مشرف آتا ہے تو وہ سات نکاتی ایجنڈے کی بات کرتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ کشمیری کیا چاہتے ہیں۔ میں ایک بتا دیتا ہوں کہ اگر کشمیر کے علاوہ پاکستان ایک دن بھی survive نہیں کر سکتا۔ قائد اعظم نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے تو اس بات مین ایک وزن ہے کیونکہ سارا پانی کشمیر سے آتا ہے۔ اگر کشمیر نہ رہا تو آپ کی فصلیں بھی نہیں ہوں گی۔ آپ کے یہاں بجلی کا بحران ہے۔ کشمیریوں کی رائے کے بغیر، اور کشمیری آج بھی نعرہ لگاتے ہیں کہ کشمیر بنے گا پاکستان۔ مگر ہمیں یہ افسوس ہے کہ پاکستان کشمیریوں کو importance نہیں دے رہا۔ عبداللہ زیدی نے بات کی ہے جی کہ انڈیا میں جو انتخابات ہوئے ہیں وہاں پر ان کا turn out کا rate بہت اچھا رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ وہ 63 years سے دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان کیا کر رہا ہے۔ جب وہ مایوس ہوئے ہیں کہ پاکستان تو ہماری بات ہی نہیں کر رہا ہے، وہ تو اپنے interest کی بات کر رہا ہے۔ لہٰذ وہ جو انڈیا کے ساتھ ہیں، جن کو انڈیا support کر رہا ہے، انہوں نے انڈیا کا ساتھ تو دینا ہے۔ مہربانی کر کے اللہ کے لیے، مسئلہ کشمیر پر کشمیریوں کی رائے کو شامل کی جائے۔ وہاں پر جو ہمارے صدر اور وزیراعظم بٹھا دیے گئے ہیں اور کہا ہے کہ ہم نے ان کے لوگ وہاں پر لگائے ہیں تو جو مقبوضہ کشمیری ہیں ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے، پھر dialogue process carry on کیا جائے اور کشمیر کا فیصلہ کیا جائے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Abdullah Zaidi sahib, you have thirty seconds and then we will wind it up.

جناب محمد عبداللہ زیدی: میڈم سپیکر! بس میں چھوٹی سی بات یہ کروں گا کہ کم سے کم دو سے تین dialogue sessions تھے پاکستان اور انڈیا کے درمیان and they were called off صرف کشمیر کی وجہ سے کیونکہ پاکستان چاہتا تھا کہ پہلی line میں کشمیر کا ذکر ہو اور وہ central issue اور انڈیا نہیں چاہتا تھا۔ مشرف کے دور میں جو negotiations تھے، they were called off for the same reason as well. ہم نی تو جی قربانی دی۔ ہمارا کیا مسئلہ ہے، ہم تو full on trade کریں گے انڈیا سے۔ ہم انڈیا کو بولیں کہ ٹھیک ہے کشمیر تمہارا ہے، ہم سے ایک treaty کر لو، کشمیر پورا تمہارا لیکن ڈیم نہیں بناؤ گے اور ہمیں پانی کا مسئلہ نہیں ہونا چاہیے and India would be happy on that.

(مداخلت)

ایک معزز رکن: میڈم سپیکر! پانی پر پہلے بھی معاہدہ ہوا ہوا ہے اور بگلیار ڈیم بھی اسی کا شاخسانہ ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ Please don't interrupt him.

جناب محمد عبداللہ زیدی: اس ایوان سے کوئی میرا بھولا دوست یہ اٹھ کر مجھے بتا دے جو ابھی تک یہ سمجھ رہا ہے کہ as per UN Resolution اس کا solution مل سکتا ہے کہ پورا کشمیر یا تو انڈیا پاکستان کے پاس چلا جائے کہ لداخ اور جموں میں جو ہندو majorities ہیں اور ادھر جو ہندو majorities ہیں ان کے ساتھ آپ نے وہی کرنا ہے جو انڈیا ابھی muslim majority Kashmiris کے ساتھ کر رہا ہے۔ ایک bilateral solution may be is the only way اور اس میں پورا کشمیر نہ ادھر آئے گا نہ ادھر جائے گا، اس میں give and take ہوگا۔ ہم انشاء اللہ Green Party کے manifesto کو بھی edit کریں گے ایک consensus کی ساتھ۔ ایک bilateral solution آئے گا اور اچھا آئے گا۔ There are options available اور یہاں پر activism کی ضرورت بہت زیادہ۔

Mr. Waqar Nayyar: Madam Speaker, before the Prime Minister makes some remarks,
میں صرف ایک چیز کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ جو third option ملے گا independence کا، اگر آپ کسی strategic state کو independence کا option دے دیتے ہیں تو that will become the پھر breeding ground for all foreign agencies; ISI, RAW, MOSAD, KGB, CIA, you name it, ہر کوئی کشمیر میں بیٹھ جائے گا اور پہلے ہی کیا ہمارے کم محاذ کھلے ہوئے ہیں جو کشمیر میں بھی agencies کا ایک playground بن جائے گا اور روزانہ، آئے دن سازشیں وہاں سے launch ہو رہی ہوں گی۔ مہربانی کرکے اس option کے بارے مین سوچا جائے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the honourable Prime Minister to make his statement about the Resolution.

Mr. Ahmed Ali Babar (Youth Prime Minister): Thank you Madam Speaker.

میڈم سپیکر! اس سے پہلے کہ کشمیر پر بات شروع کی جائے تو آج بھی وہ تصویر میرے سامنے آتی ہے 16 دسمبر 1971 والی، جب پاکستان کے جنرل بیٹھ کر انڈیا کو بنگلہ دیش exceed کر رہے تھے۔ میڈم سپیکر! یہ تو پاکستان کی تاریخ میں اگر کشمیر کے معاملے پر ہم لوگ پیچھے ہٹتے ہیں یا کشمیر پر ہم لوگ کوئی بھی effective political stance نہیں لیتے تو پھر ہمیں ایک اور 16 دسمبر 1971 دیکھنا پڑے گا۔ یہ جو پاکستان کا moral shatter ہوچکا ہے وہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ ہماری اور آپ کی بات تو بالکل ہے ہی نہیں، کشمیری بھائی ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کو پاکستان کا حصہ ہر حال میں مانتے ہیں۔ کشمیری پاکستان سے الگ نہیں ہیں، ہمارے دل ان کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور اس میں کوئی دوسری رائے کی گنجائش نہیں ہے۔

میڈم سپیکر! یہاں پر جو different points آج ایوان کے سامنے آئے ہیں اگر میں ان پر بات کر لوں۔ سب سے پہلے بات ہوئی تھی curriculum کی کہ پاکستان کا ایک clear stance ہونا چاہیے کشمیر کے بارے میں۔ وہ لوگ جو کشمیر کو represent کر رہے ہیں اس پارلیمنٹ میں ان کی بات بھی بالکل صحیح ہے کہ کبھی کشمیر پر کوئی حکومت کوئی point of view رکھتی ہے اور جو recent Government ہے اس کا point of view تھوڑا سا different ہی باقی حکومتوں سے۔ تو ہر بار ہر حکومت میں ہم کشمیر کے بارے میں ایک different stance دیکھتے ہیں۔ بیشک عوام کے جو جذبات ہیں وہ کشمیریوں کے ساتھ دوستانہ ہوں لیکن حکومت کا stance ہر دور میں تھوڑا بہت تبدیل ہو جاتا ہے۔ تو یہ curriculum میں ایک clear stance define کرنے والی بات بہت ضروری ہے کہ کشمیر کے بارے میں پاکستانی حکومت کا ایک clear stance موجود ہو۔

دوسری بات میڈم سپیکر! یہاں پر تھوڑا سا دیکھنا پڑے گا کہ پاکستان کی geo-political situation کس طرح کی ہے اور کس طرح پاکستان میں کشمیری اپنے کاروبار کر رہے ہیں اور different لحاظ سے پاکستان میں رہ رہے ہیں۔ میڈم سپیکر! پاکستان کی سیاست میں آپ دیکھ لیں، پاکستان کی economics دیکھ لیں، کشمیریوں کو وہی مقام حاصل ہے جو پاکستان میں پنجابی، سندھی یا کسی بھی اور قوم کو حاصل ہے۔ تو کشمیری ہمارے ساتھ ہیں بلکہ پاکستان کی ایک بہت بڑی political party کے جو head ہیں ان کے origin بھی کشمیر سے بتائے جاتے ہیں۔ تو کشمیری جو ہیں وہ کسی بھی طرح پاکستان میں احساس کمتری کا شکار نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور سب سے بڑی مثال تو ہمیں یہ دینی چاہیے کہ جب 8 اکتوبر کو زلزلہ آیا تھا تو یہ تو پوری قوم گواہ ہے کہ کس طرح کراچی سے لے کر خیبر تک لوگ اٹھ گئے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنے کے لیے۔

میڈم سپیکر! یہاں پر ایک اور بات بتادوں کہ جو Indian Government کے خلاف کشمیر میں resentment کی بات کی، جو elections کے turn out کی بات ہوئی ہے وہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ وہ بلدیاتی انتخابات تھے، وہ تو گلی محلے کے جو چھوٹے issues ہیں ان کی بنیاد پر بلدیاتی انتخابات لڑے گئے تھے اور recently اگر کسی نے history کو follow کیا ہو تو چند مہینے پہلے ہی کشمیر میں امرناتھ شرائن ووٹ کا issue اٹھا تھا جس میں کشمیر کی history میں پہلی دفعہ 1990 کی بعد ایک بہت بڑی uprising دیکھنے کو ملی تھی انڈین حکومت کے خلاف اور جتنا اس کو focus کیا گیا انڈین حکومت کے خلاف تو ہمیں یہ بات وضح ہوتی ہے کہ یہ جو Indian held Kashmir ہے وہاں پر لوگ کتنے against ہیں Indian Government کے۔ لہٰذا میڈم سپیکر! ہماری Youth Parliament کی یہ رائے ہے کہ ہم اس Resolution سے بالکل agree کرتے ہیں، ہم کشمیریوں کے ساتھ کھڑے ہیں، ہمارا stance change نہیں ہوگا اور ہم چاہیں گے کہ کشمیری ہمارے ساتھ اسی کھڑے ہوں جس طرح پاکستان کے باقی لوگ یعنی پنجابی، سندھی، مہاجر، بلوچ، پختون کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ کشمیر پاکستان کا حصہ ہے، وہ شہ رگ ہے اور کبھی بھی ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہم اس Resolution پوری طرح support کرتے ہیں۔ Thank you Madam Speaker.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now, I put the Resolution to the House. “It has been moved that this House is of the opinion that the Government should take two-tier approach involving active diplomacy and reorganizing Pakistan’s role in the UN to find a quick and dynamic solution to the Kashmir issue.”

(The Motion was carried)

Madam Deputy Speaker: Consequently, the Resolution is adopted. We will adjourn the Session here till tomorrow which is 7th of May, 2009 at 9.30 A.M. Thank you.

(The House was then adjourned to meet again on 7th May, 2009 at 9.30 A.M.)